ماہنامہ پاکستان

مجلہ الحقیقہ

جلد 10 | فروری ربیع الاول ۱۴۳۱ھ | شمارہ 5

قارئینِ الحقیقہ کو عید میلاد النبی ﷺ مبارک

میلاد النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شرعی حیثیت

چمک اُٹھی ہے زمین کی نگری

(اداریہ)

سید الکونین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تشریف آوری

- شفاعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
- حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یتیموں پر شفقت

یا نبی ﷺ صدقے تری تکبیر کے

مرجع ہستی خدائے پاک ہے ☆ مرکز گیتی شہ لولاک ہے
جو بھی ڈرتا ہے خدائے پاک سے ☆ دہر کے ہر خوف سے وہ پاک ہے
جو غلام مصطفیٰ ہے دوستو! ☆ بالیقیں آزاد ہے ،بیباک ہے
آقا تملیک ملیک الملک سے ☆ شاہ کو ثر مالک املاک ہے
وحدہ تو وحدہ ہے بالیقیں ! ☆ عبدہ بھی برتر از ادراک ہے
گونج تحت و فوق حمد و نعت کی ☆ فرش ہے یا گنبد افلاک ہے
ذکر کر اللہ کا، سرکار کا! ☆ زہرغم کا ایک یہی تریاک ہے
کیمیائے جان ہے عشق مصطفی ! ☆ باقی سب دنیا خس و خاشاک ہے
عشق ہے جو ہے بالآخر کامیاب ☆ عقل ہے جس کا گریباں چاک ہے
لکھنے سے پہلے پہنچ جاتا ہے خط ☆ عشق والوں کی بھی کیسی ڈالی ہے
کس کا صدقہ ہے رسول پاک کا ☆ محرم اسرار مشت خاک ہے
یا نبی صدقے تیری تکبیر کے ☆ آج تک تاک یقیں نمناک ہے
رحمتہ للعلمیں کا ہر عدو ☆ فتنہ پرور ،مفسد وسفاک ہے
کہتا ہے توحید جو تو ہیں کو!! ☆ واقعی ظالم بڑا چالاک ہے
خود سا سمجھے جو خدا کے نور کو ☆ دین کی اس کو سمجھ کیا خاک ہے
غیر ہیں مکار ا پنے بے خبر! ☆ دین کی حالت پہ دل غمناک ہے
نقش لاثانی ادھر بھی اک نظر ☆ آسی تیرا بستہ فتراک ہے

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلَآ اِنَّ اَوْلِیَآءَ اللّٰہِ لَا خَوْفٌ عَلَیْھِمْ وَلَا ھُمْ یَحْزَنُوْنَ

یونس-۶۲

ترجمہ: سُن لو اللہ کے ولیوں پر نہ کچھ خوف ہے اور نہ کچھ غم

کلمۃ الحقیقہ — اداریہ

چمک اٹھی ہے بزم کن فکاں

سعید آسوی کے قلم سے

جب مہر ووفا سے دل نا آشنا ہو چکے تھے، صدق وصفا اپنا وجود کھو چکے تھے، رحم وکرم کا نام لغت ہی میں رہ گیا تھا، عدل وانصاف کا صفحۂ ہستی پر نام ونشان نظر نہیں آرہا تھا۔ یہ فیصلہ کرنا محال تھا کہ غلاموں اور جانوروں میں سے کس کی حالت ابتر ہے۔ خدا کا عرفان کیا ہوتا، اپنی پہچان بھی نہیں تھی۔ غرض انسانیت حالتِ نزع میں تھی کہ اسے بچانے کے لئے اللہ ارحم الراحمین جل مجدہٗ نے ایک مسیحا بھیج دیا، ایسا مسیحا ﷺ جس کی تشریف آوری کی بشارت دینے کے لئے تقریباً پونے چھ سو برس قبل مسیح ابن مریم علیہما السلام تشریف لائے تھے۔

جس کی تشریف آوری صرف انسانیت کے لئے ہی نہیں بلکہ کل کائنات پر خالقِ کائنات کا ایک احسان عظیم ہے۔

جس کی آمد نے کائناتِ عالم کی کایا پلٹ دی اور صفحۂ ہستی پر نورِ ہدایت وبارانِ رحمت کا نزول ہوا۔

توحید ورسالت کا اجڑا ہوا چمن مسکرایا، گلستانِ روحانیت وانسانیت میں تازہ بہار آ گئی، مظلوم اور دکھی دنیا کے مردہ جسموں میں جان آ گئی۔ نیکی اور حق پرستی کی ساری فضا مہک اٹھی۔

جس نے انسانیت کو ظلمات واوہام سے نکال کر روشنی کی طرف رہنمائی فرمائی، گناہوں سے پاک کر دیا اور زندگی کے ہر موڑ پر انسانوں کی حاجت روائی اور مشکل کشائی فرمائی۔ حقوق اللہ اور حقوق العباد ادا کرنے کے طریقے سکھلائے۔ عبادات، معاملات اور اخلاقیات کا سبق دیا اور یوں ساری کائنات خیر وبرکت سے معمور ہو گئی۔

لطف ہے تیرا بے کراں، فیض ہے تیرا جاوداں
صبحِ ازل سے تا ابد، عام تری نوازشات

یہ وہ عظیم الشان، محسنِ انسانیت ومعلمِ روحانیت ہے کہ جس کی درسگاہِ نبوّت میں داخلہ کے لئے رنگ وروپ، ملک ووطن، قوم ونسل

اور زبان ولہجہ کی کوئی تخصیص نہ تھی بلکہ اس رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی عالم افروز تجلیاں تمام دنیا اور کل آفاق کے لئے تھیں اور ہیں۔ رُشد وہدایت کی اس عالمگیر شمعِ فروزاں سے مشرق ومغرب جگمگا اٹھے۔ جس نے چھپّر سے لے کر شہنشاہ کے محل تک پوری فضا کو تاباں و درخشاں کر دیا۔ اور یہی وہ عالی مرتبت شخصیت ہیں جنہوں نے قیصرِ روم، کسریٰ ایران، عزیزِ مصر، اور رُوسائے شام ویمامہ کے درباروں میں اپنے قاصد بھیج کر اعلان عام کروادیا کہ دنیا کے تمام خانوادوں، تمام قوموں اور تمام ملکوں کو نبوت کی اس آخری تعلیم گاہ میں تعلیم وتربیت کی عام اجازت ہے۔ یٰاَیُّھَا النَّاسُ (اے لوگو!) جو تمہارا جی چاہتا ہے، مجھ سے حاصل کرو، میں پوری انسانیت کے لئے ایک دائمی اور عالمگیر نصابِ تعلیم اور چراغِ کامل لے کر آیا ہوں اور پر انظامِ زندگی ہر انسان کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات اور کامل دستورُ العمل کی حیثیت رکھتا ہے۔

درِ فیضِ محمد ﷺ وا ہے آئے جس کا جی چاہے
نہ آئے آتشِ دوزخ میں جائے جس کا جی چاہے

اور ہاں ہاں! دانش کدۂ مدینہ کا یہ وہ مایۂ افتخار آفتابِ علم وعرفان ہے، جسکی تربیت گاہ سے ابوبکر صدیق، عمر فاروق، عثمانِ غنی، علی مرتضٰی، معاویہ بن ابی سفیان، خالد بن ولید، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ بن جراح، معاذ بن جبل، عمرو بن العاص اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم جیسے مشہور فاتحِ عالم، حکمرانِ زمانہ، نامور جرنیل اور دانائے راز فلسفی تعلیم پا کر نکلے۔ جنہوں نے قیصر وکسری کے تخت الٹ کر رکھ دیئے۔

دو نیم ان کی ٹھوکر سے صحرا و دریا
سمٹ کر پہاڑ ان کی ہیبت سے رائی

جنہوں نے ایشا سے یورپ تک، افریقہ سے پاک وہند کی سرحد تک اس شان سے فرمانروائی کی کہ ہر زمانے نے انکی صلاحیتوں کو تسلیم کیا۔ اور تاریخ عالم نے ان کی بزرگی کی شہادت دی۔ وہ عرب کے جلتے ہوئے صحراوں سے اٹھے اور رحمت کی گھٹا بن کر مشرق اور مغرب میں چھا گئے۔ ان کی اذانیں روس اور چین میں گونجیں اور ان کے نعرہ ہائے توحید ورسالت پاک وہند نے سنے۔ حضور رسالت مآب ﷺ کی آغوشِ رحمت کے ان تربیت یافتہ شاگردوں نے پہاڑوں کی بلندیوں، صحراوں کے دامنوں اور سمندروں کی گہرائیوں میں اعلائے کلمۃ الحق کا فریضہ ادا کیا۔

یہ لوگ جنہیں غلامی رسول ﷺ نے نوازا تھا۔ اور جنہیں عشقِ حبیب ﷺ نے پروان چڑھایا تھا، بشر ہو کر بھی لوگوں کو (مافوق البشر) نظر آنے لگے۔

ہوں لاکھ سلام اس آقا پر، بت لاکھوں جس نے توڑ دیئے
دنیا کو دیا پیغامِ سکوں، طوفانوں کے رخ موڑ دیئے
اس رحمتِ عالم ﷺ نے حسّاں، کیا کیا نہ دیا انسانوں کو
دستور دیا، منشور دیا، کچھ راہیں دیں اور کچھ موڑ دیئے

امت جب تک اس دستور و منشور سے وابستہ رہی، اقوام عالم کی امامت کی مسند پر فائز رہی، جب اس سے پیچھے ہٹی، عزت و رفعت نے اس سے منہ پھیر لیا۔ اسلام دشمن ایک عرصے سے مسلمانوں کو مرکز سے دور لے جانے کی سازشیں کر رہے تھے چنانچہ وہ دور ہوتے گئے اور مقہور و مجبور ہوتے گئے۔ اقوامِ عالم کو غلامی سے نجات دینے والے خود غلامی کی زنجیروں میں جکڑے جانے لگے اور دوسروں کو اپنے پیچھے لگانے والے اب دوسروں کے پیچھے چلنے لگے بلکہ اس پر بھی انہیں معاف نہیں کیا جا رہا۔ اس وقت امتِ مسلمہ چہار جانب سے دباؤ کا شکار ہے۔ حرص و ہوس نے مسلمانوں کو ایک دوسرے سے کاٹ کر رکھ دیا ہے۔ اور ایک قوم کئی قوموں میں بٹ گئی ہے۔ سینکڑوں نہیں، ہزاروں کی تعداد میں قتل ہو رہے ہیں مگر دل پر غفلت کی ایسی تہ جم چکی ہیکہ احساس سے عاری ہو چکے ہیں۔ وہ پاکستان جس کا تعارف اسلام کی تجربہ گاہ کی حیثیت سے کرایا جاتا تھا۔ ایٹمی طاقت بننے کے باوجود ''شرمندہ شرمندہ'' سا نظر آتا ہے۔ عراق و افغانستان اور پھر ملکِ عزیز پاکستان میں امریکہ اور یورپ نے جو شیطانی کھیل کھیلا، انسانیت کے لئے کلنک کا ٹیکا ہے، اور اب شام و ایران کو دھمکیاں دی جا رہی ہیں جبکہ یمن اور صومالیہ میں فوج کشی کے لئے راہ ہموار کی جا رہی ہے۔

غرض عالمِ اسلام آلام و مصائب سے دوچار ہے جبکہ پاکستان کے ناخدا اپنے ذاتی مفادات کے تحفظ اور اختیارات کی تقسیم کے سلسلہ میں از حد مصروف ہیں۔ کتنی گھناؤنی صورتحال ہے امت کی، کتنا افسوسناک کردار ہے مسلمانوں کا، کس طرح ان کو اپنے دستور و منشور سے دور کیا گیا اور اب یہ دور جا چکے ہیں۔ کوئی اور قوم ایسی صورت سے دوچار ہوتی تو شاید صفحۂ ہستی سے مٹ جاتی۔ مسلمان بچے ہوئے ہیں، کیوں؟ نسبتِ رسول ﷺ کا صدقہ۔ یعنی کچھ بھی نہیں، مگر ہیں تو حضور ﷺ کے، یہی احساس، یہی جذبہ اس امت کو بچائے جا رہا ہے۔ پھر ہر سال ماہِ ربیع الاول یعنی محسن اعظم ﷺ کی تشریف آوری کا مہینہ آتا ہے تو پیکرانِ عشق و وفا، کشتگانِ تسلیم و رضا کے چہروں پر نکھار اور پژمردہ دلوں میں بہار آ جاتی ہے اور وہ خدا پرستی اور نیک عملی کے پاک ولولوں اور عشقِ مصطفیٰ ﷺ کی والہانہ سرمستیوں سے سرشار ہو کر ان زندگی بخش ایام کے خیر و حسنات سمیٹنے کے لئے کمربستہ ہو جاتے ہیں۔ اور ان کی پاکیزہ محفلوں میں شب و روز حضورِ انور ﷺ کے مناقبِ جلیلہ اور اوصافِ جمیلہ کے نغمے اور درود و سلام کے ترانے بلند ہوتے رہتے ہیں۔ ہمارا ذوق یہ کہتا ہے کہ امت جب تک اس ذوقِ میلاد سے مالا مال رہے گی اور ماہِ ربیع الاول اس قدر تزک و احتشام سے منانے کا جذبہ جب تلک امت کے اندر موجود رہے گا، ربِ مصطفیٰ (جلّ وعلا فصلی اللہ علیہ وسلّم) ہمیں معاف فرماتا رہے گا۔ اور اپنی ریشہ دوانیوں اور اندرونی خلفشار کے سبب جس تباہی کو ہم دعوت دے رہے ہیں، ہماری حفاظت فرماتا رہے گا۔

(انشاء اللہ العزیز و بجاہ النبی الکریم الامین علیہ الصلٰوۃ والتسلیم)

......☆☆......

میلاد النبی ﷺ کی

''شرعی حیثیت''

علامہ نصر اللہ آسوی صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ تعالیٰ نے خود انبیاء کرام کی یاد منانے کا حکم دیا

﴿وَاذْکُرْ فی الکتاب ابراهیمَ انه کان صِدِّیْقًا نَّبِیًّا﴾ قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو کہ وہ سچے نبی تھے (مریم ۴۱)

﴿واذکر فی الکتاب موسیٰ﴾ قرآن میں ابراہیم علیہ السلام کو یاد کرو (مریم ۵۱)

﴿واذکر فی الکتاب ادریس انه کان صدیقا نبیا﴾ قرآن میں ادریس علیہ السلام کو یاد کرو کہ وہ سچے نبی تھے۔ (مریم ۵۶)

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا: ﴿ذِکْر الانبیاءِ عِبادةٌ وذِکْرُ الصالحین کفارةٌ﴾ انبیاء کرام کا ذکر عبادت ہے اور صالحین کا کفارہ ہے۔

(جامع صغیر امام سیوطی)

شارح مشکوۃ ملا علی قاری لکھتے ہیں نبی کریم ﷺ کی ولادت پر خوشی منانا قرآن کا مطلوب ہے

قُلْ بِفَضْلِ اللّٰهِ وَبِرَحْمَتِهٖ فَبِذٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوْا

﴿ تم فرماؤ اللہ ہی کے فضل اسی کی رحمت اور اسی پر چاہیے کہ خوشی کریں﴾ سورۃ یونس آیت (۵۸) پارہ -۱۱ رکوع ۱۱

اللہ تعالیٰ نے رحمت پر خوشی منانے کا حکم دیا ہے اور سب سے بڑی رحمت اور فضل حضور ہیں۔ رب تعالیٰ فرماتا ہے

﴿اے محبوب ﷺ ہم نے آپ کو تمام جہانوں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا﴾

اور میلاد النبی ﷺ کے جواز پر ایک دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

﴿ وَكُلًّا نَّقُصُّ عَلَيْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ الرُّسُلِ مَا نُثَبِّتُ بِهٖ فُؤَادَكَ ﴾

(کہ ہم تمام انبیاء کے واقعات آپ کو بیان کرتے ہیں جس سے ہم آپ کے دل کو استقامت پر رکھتے ہیں) سورہ ہود آیت ۱۲۰)

اور نبی کریم ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام کے واقعات سے ہم اپنے دل کی تسکین کے زیادہ محتاج ہیں۔ ایک دلیل یہ ہے کہ جس طرح حج کے افعال صفا مروہ کی دوڑ، صالحین کی یاد تازہ کرنے کے لیے مشروع ہیں اسی طرح محفل میلاد، نبی ﷺ کی یاد تازہ کرنے کے لیے مشروع ہے۔ (المورِدُ الرَّوِیُّ فی مولد النبی ﷺ مطبوعہ مدینہ منورہ - شرح مسلم سعیدی ۳/۱۸۴-۱۸۶)

سوال تم ہر سال میلاد النبی ﷺ مناتے ہو کیا حضور ﷺ ہر سال پیدا ہوتے ہیں؟

جواب تم ہر سال جشن نزولِ قرآن مناتے ہو کیا قرآن ہر سال نازل ہوتا ہے؟ قرآن ہر سال نازل نہیں ہوتا لیکن رحمت و برکات والی رات ہر

سال آتی ہے اسی طرح حضور ﷺ ہر سال پیدا نہیں ہوتے لیکن رحمت و برکات والی رات ہر سال آتی ہے اگر تمہارے لیے جشن نزولِ قرآن منانا جائز ہے تو ہمارے لیے جشن آمدِ صاحب قرآن منانا بھی جائز ہے۔اور ایام منانے کی اصل یہ حدیث ہے۔

علامہ محدث جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

مجھ پر ایک حجت ظاہر ہوئی جس سے اُس کی اصل ثابت ہوتی ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو دیکھا کہ یہودی عاشورہ کے دن روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے اس دن روزہ رکھنے کا کیا سبب ہے؟ انہوں نے کہا یہ ایک عظیم دن ہے، اس دن اللہ تبارک وتعالی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم کو نجات دی اور فرعون اور اس کی قوم کو غرق کیا حضرت موسیٰ علیہ السلام نے شکر ادا کرنے کے لئے اس دن کا روزہ رکھا، اور ہم بھی روزہ رکھتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا حضرت موسیٰ علیہ السلام کی وجہ سے شکر ادا کرنے کا تم سے زیادہ ہمارا حق ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس دن کا روزہ رکھا اور اس دن روزہ رکھنے کا حکم دیا۔(مسلم شریف- بخاری شریف-مشکوٰۃ شریف)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جس معین دن میں اللہ تعالی نے کوئی نعمت عطا کی ہو یا کوئی بلا ٹالی ہو وہ خاص دن جب بھی آئے اس نعمت کا شکر ادا کرنا چاہئے اور شکر متعدد عبادات مثلاً نماز، روزہ، صدقہ خیرات اور تلاوت قرآن سے ادا ہوتا ہے اور رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور آپ ﷺ کے ظہور سے بڑھ کر کونسی نعمت ہے اس لئے جب بھی آپ ﷺ کی ولادت کا دن آئے تو اس میں انواع واقسام کی عبادت سے اللہ تعالی کا شکر ادا کرنا چاہئے اور اس کی اصل یہ حدیث ہے۔مزید فرماتے ہیں کہ مجھ پر ایک اور دلیل ظاہر ہوئی وہ یہ ہے کہ سنن بیہقی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے اعلانِ نبوت کے بعد اپنا عقیقہ کیا حالانکہ احادیث میں یہ بھی ہے کہ فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ السَّابِعُ ذَبَحَ عَنْهُ يَعْنِي عَقِيقَةَ ساتویں روز آپ ﷺ کے دادا عبدالمطلب نے آپ ﷺ کا عقیقہ کیا۔اور عقیقہ دہرایا نہیں جاتا پس پتہ چلا کہ آپ نے اپنی پیدائش اپنی بعثت اور رحمۃ للعالمینی پر اللہ تعالی کا شکر ادا کرنے کے لئے یہ فعل کیا تھا لہذا ہمارے لئے بھی یہ مستحب ہے کہ ہم آپ ﷺ کی ولادت کے ایام میں محافل منعقد کریں کھانا کھلائیں دیگر عبادات کریں اور خوشی و مسرت کا اظہار کریں۔(حسن المقصد)(الحاوی للفتاوی) ج ا ص ۱۹۶ مطبوعہ نوریہ فیصل آباد شرح مسلم سعیدی ۳/۷۶)

سوال بارہ ربیع الاول حضور ﷺ کی ولادت کا دن ہے اور یہی دن آپ کے وصال کا ہے آپ ولادت کی خوشی مناتے ہیں وفات کا غم کیوں نہیں مناتے؟ جواب:- پہلی بات تو یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات شریف پیر کے دن ہے لیکن بارہ ربیع الاول نہیں ہے بلکہ یکم یا دو ربیع الاول ہے طبقات الکبری، دلائل النبوۃ، البدایہ والنہایہ مرقاۃ، عمدۃ القاری نشر الطیب اشرف علی تھانوی، فتاوی برکاتیہ ابو البرکات وہابی، سیرت النبی شبلی نعمانی وغیرہا شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی لکھتے ہیں دوسروں کی غلطی کی وجہ سے ثانی کو ثانی عشر خیال کرلیا گیا یعنی دو کو بارہ سمجھ لیا گیا پھر بعض نے بعض کی پیروی کرتے ہوئے بارہ ربیع الاول کو تاریخ وفات کہہ دیا۔(فتح الباری ج ۸ ص ۴۷۴۔وفاء الوفاء، سبل الھدو الارشاد، سیرت رسول عربی۔)

دوسری بات یہ ہے کہ اگر وفات بارہ ربیع الاول کو بھی ہوتی تب بھی غم منانا جائز نہیں ہے کیونکہ شریعت میں فوت شدہ آدمی کا تین دن سے زیادہ سوگ منانا قطعاً منع ہے۔ہاں عورت اپنے خاوند کا غم چار ماہ دس دن تک مناسکتی ہے۔حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جو عورت اللہ اور قیامت پر ایمان رکھتی ہے اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ وہ اپنی میت پر تین دن سے زیادہ غم کرے مگر شوہر پر چار ماہ دس دن تک۔(مسلم شریف-بخاری شریف-مشکوٰۃ شریف)

لہذا ثابت ہو گیا کہ تین دن کے بعد وفات کا غم ممنوع اور ناجائز ہے۔ میلاد اور وفات ایک دن میں بھی ہوں تو وفات کا غم نظر انداز کر کے میلاد کی خوشی ہمیشہ منائی جاتی ہے۔ جیسا کہ تمام انسانوں کے باپ حضرت آدم علیہ السلام کا میلاد بھی جمعہ کے دن اور وفات بھی جمعہ کے دن لیکن نبی کریم ﷺ نے جمعہ کے دن کو عید بلکہ عید سے بھی افضل قرار دیا ہے تو اب کوئی میلاد کے منکروں سے پوچھے کہ تم جمعہ کو عید سمجھتے ہو اور خوشی کا اظہار کرتے ہو تو کیا تم اپنے ابا جان کی وفات کی خوشی مناتے ہو یا میلاد کی خوشی مناتے ہو۔

عن أوس بن أوس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيْهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيْهِ قُبِضَ وَفِيْهِ النَّفْخَةُ وَفِيْهِ الصَّعْقَةُ فَأَكْثِرُوْا عَلَيَّ مِنَ الصَّلَاةِ فِيْهِ

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو۔ (ابو داود حدیث (۱۰۴۷) کتاب الصلاۃ باب فضل یوم الجمعۃ، ابن ماجۃ ۱۶۳۶، نسائی ۱۳۷۳، مشکوۃ حدیث (۱۳۶۱) کتاب الصلاۃ باب یوم الجمعۃ۔))

اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے۔

ہم سوگ کس لئے منائیں ہمارے آقا ﷺ اب بھی زندہ ہیں ہمارے درود و سلام سن کر جواب ارشاد فرماتے ہیں ابو داود شریف میں ہے جو بھی مجھ پر سلام پڑھتا ہے تو اللہ تعالی میری روح کو اس کی طرف متوجہ کر دیتا ہے تو میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ اور حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے کہ تم مجھ سے اور میں تم سے ہمکلام ہوتا ہوں اور میری موت بھی تمہارے لئے بہتر ہے تمہارے اعمال مجھ پر پیش کئے جائیں گے اگر اچھے اعمال ہوئے تو اللہ کی حمد کروں گا اور اگر بُرے اعمال ہوئے تو تمہارے لئے استغفار کروں گا۔ (کتاب الوفاء، المفاہیم از علوی مالکی مصدقہ تمام علمائے عرب و عجم خصوصا علمائے دیوبند ص ۲۹۶)

رہے گا یونہی ان کا چرچا رہے گا　　　　پڑے خاک ہو جائیں جل جانے والے

جس دن نبی کا میلاد ہو وہ دن شان والا اور جس جگہ نبی کا میلاد ہو وہ جگہ شان والی اور شرعاً قابلِ تعظیم ہے

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: أُتِيْتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ وَدُوْنَ الْبَغْلِ خَطْوُهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرْفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيْ جِبْرِيْلُ عليهِ السلامُ فَسِرْتُ فَقَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةَ وَإِلَيْهَا الْمُهَاجَرُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُوْرِ سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللهُ عَزَّوَجَلَّ مُوْسَى علیہ السلام ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَنَزَلْتُ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَدْرِيْ أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عيسى علیہ السلام ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الأَنْبِيَاءُ علیہم السلام فَقَدَّمَنِيْ جِبْرِيْلُ حَتَّى أَمَمْتُهُمْ.

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنی حد نگاہ پر قدم رکھتا تھا میں سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل امین تھے میں نے سیر کی حضرت جبریل علیہ السلام نے کہا اتریئے اور نماز پڑھئے میں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف

آپ ہجرت فرمائیں گے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیئے میں نے نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کیا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اتریئے اور نماز پڑھیئے میں اترا اور نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میرے لئے انبیاء کرام کو جمع کیا گیا تو جبریل نے مجھے آگے کردیا تو میں نے اُن کو نماز پڑھائی۔نسائی حدیث :۴۴۹ کتاب الصلاۃ باب فرض الصلاۃ جلد ا)

دیکھو اللہ کے نبی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد پر نفل ادا کرنا اس کی تعظیم کرنا اس متبرک سمجھنا رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے حضرت جبریل کی سنت اور اللہ تعالیٰ کا حکم ہے۔جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی جائے میلاد کی یہ شان ہے تو پھر حبیب اللہ ﷺ کی جائے میلاد کی شان کیا ہوگی آج بھی مکہ میں حرم کعبہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت گاہ موجود ہے۔لیکن یہ نجدی لوگ اس کی زیارت کرنے اور وہاں درود وسلام اور نفل ادا کرنے کو شرک وبدعت کہتے ہیں کوئی انتہاء ہے ان کے بغض کی ان کا قرآن وحدیث کے ساتھ کیا تعلق ہے؟ رب تعالیٰ تو ایسے مقامات کو شعائر اللہ کہتا ہے اور ان کی تعظیم کو دل کا تقوی فرماتا ہے۔سورۃ الحج آیت ۳۲)

وہ حبیب پیارا تو عمر بھر کرے فیض وجود ہی سر بسر ارے تجھ کو کھائے تپ سقر تیرے دل میں کس سے بخار ہے

مثل فارس زلزلے ہوں نجد میں ذکر آیات ولادت کیجئے

غیظ میں جل جائیں بے دینوں کے دل یارسول اللہ کی کثرت کیجئے

سوال میلاد شریف کرنے کی فضیلت کیا ہے؟

جواب میلاد مصطفیٰ بیان کرنے سے نبی پاک ﷺ کی شفاعت نصیب ہوتی ہے اور رب کی رحمت کے دروازے کھل جاتے ہیں

امام شیخ ابوالخطاب فرماتے ہیں کہ امام جلال الدین سیوطی لکھتے ہیں حضرت ابن عباس سے مروی ہے کہ کان یحدث یوم فی بیتہ وقائع ولادتہ لقوم فَيَسْتَبْشِرُونَ وَيَحْمَدُونَ اِذْ جاء النبی ﷺ وقال: حَلَّتْ لَكُمْ شَفَاعَتِی وہ اپنے مکان میں قوم کے سامنے حالات ولادت باسعادت بیان فرما رہے تھے اور صحابہ خوش ہو رہے تھے اور اللہ کی حمد کر رہے تھے تو اچانک نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے تو یہ دیکھ کر ارشاد فرمایا تمہارے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں حضور ﷺ کے ہمراہ عامر انصاری کے یہاں گیا وہ اپنے بیٹوں کو میلاد النبی ﷺ کے واقعات بتا رہے تھے اور کہہ رہے تھے یہ دن ہے میلاد کا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: (اِنَّ اللہَ فَتَحَ عَلَيْكَ اَبْوَابَ الرَّحْمَةِ وَالملائكةُ يَسْتَغْفِرُوْنَ) خدا نے تمہارے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے ہیں اور ملائکہ تمہارے لئے استغفار کر رہے ہیں۔(التنویر فی مولد البشیر النذیر از شیخ ابو الخطاب ابن دحیہ، تصحیح العقائد از علامہ محمد عبدالحامد بدایونی ص ۶۰)

معلوم ہوا میلاد کرنیوالے بڑے خوش نصیب ہیں کہ ان کو نبی ﷺ کی شفاعت نصیب ہوگی اور ان کے لئے رحمت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور ملائکہ استغفار کرتے ہیں۔اور نبی پاک ﷺ ان پر راضی ہوجاتے ہیں اگر یہ عمل بدعت ہوتا تو آپ ان کو منع فرما دیتے اور ان کو شفاعت کی خوشخبری نہ دیتے۔

علامہ محدث ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان عالی شان: جو نبی ﷺ کے میلاد شریف خوشی کرے تو وہ خوشی دوزخ کی آگ کے لیے پردہ اور

حجاب بن جائے گی اور جو نبی کریم ﷺ کے میلاد شریف پر ایک درہم بھی خرچ کرے تو اُس کی نبی کریم ﷺ شفاعت فرمائیں گے اور آپ ﷺ کی شفاعت مقبول ہوگی۔ مولد العروس

حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی دعا

اے اللہ! میرا کوئی عمل ایسا نہیں ہے جسے آپ کے دربار میں پیش کرنے کے لائق سمجھوں میرے تمام اعمال میں فسادِ نیت موجود رہتی ہے البتہ مجھ حقیر فقیر کا ایک عمل صرف تیری ذات پاک کی عنایت کیوجہ سے بہت شاندار ہے اور وہ یہ ہے کہ مجلس میلاد کے موقعہ پر میں کھڑے ہو کر سلام پڑھتا ہوں اور نہایت عاجزی وانکساری محبت وخلوص کے ساتھ تیرے حبیب پاک ﷺ پر درُودُ وسلام بھیجتا رہا ہوں۔

اے اللہ! وہ کونسا مقام ہوگا جہاں میلاد مبارک سے زیادہ تیری خیر وبرکت کا نزول ہوتا ہے؟ اس لیے اے ارحم الراحمین مجھے پکا یقین ہے کہ میرا یہ عمل کبھی بے کار نہ جائیگا بلکہ یقیناً تیری بارگاہ میں مقبول ہوگا اور جو کوئی درُودُ وسلام پڑھے اور اُس کے ذریعہ دعا کرے وہ کبھی مسترد نہیں ہو سکتی۔ (اخبار الاخیار ص ۶۲۴)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ وعمل: كُنْتُ اَصْنَعُ فِي اَيَّامِ الْمَوْلِدِ طَعَامًا صِلَةً بِالنَّبِيِّ ﷺ فَلَمْ يَفْتَحْ لِي فِي سَنَةٍ مِنَ السِّنِيْنِ شَيْءٌ اَصْنَعُ بِهِ طَعَامًا فَلَمْ اَجِدْ اِلَّا حِمْصًا مَقْلِيًّا فَقَسَّمْتُ بَيْنَ النَّاسِ فَرَاَيْتُهُ ﷺ وَبَيْنَ يَدَيْهِ هٰذِهِ الْحِمْصُ مُتَبَهِّجًا بَشَاشًا۔

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں میرے والدِ مکرم شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے بتایا کہ میں ایام مولود شریف میں کھانا پکایا کرتا تھا تا کہ میلاد شریف پر اظہارِ خوشنودی کر سکوں ایک سال میں اتنا تنگدست تھا کہ میرے پاس کچھ نہ تھا میں نے کچھ بُھنے ہوئے چنے لئے اور لوگوں میں تقسیم کر دیئے کیا دیکھتا ہوں کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے بُھنے ہوئے چنے رکھے ہیں اور آپ ہشاش بشاش ہیں۔ (انتباہ و در ثمین)

سوال کیا نبی پاک ﷺ اور صحابہ کرام نے میلاد کا ذکر کیا ہے؟

ج صرف نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ہی نہیں خود اللہ تعالیٰ نے بھی میلاد کا ذکر کیا ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام کا ذکرِ میلاد قرآن میں: اللہ تعالی نے حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق کا ذکر قرآن میں فرمایا (سورہ ص ۷۱-۷۸) (آل عمران ۵۹) اسی طرح حضرت اسحاق علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام (سورہ ہود ۷۱-۷۳، حضرت اسماعیل علیہ السلام (سورہ صافات ۱۰۰-۱۰۰۳) حضرت موسیٰ علیہ السلام (سورہ طہٰ ۳۷-۴۰)، (القصص ۷-۱۳) حضرت یحییٰ علیہ السلام، (سورہ مریم ۷-۱۵) حضرت زکریا علیہ السلام (سورہ مریم ۸) حضرت عیسیٰ علیہ السلام (سورہ مریم ۱۶-۳۳) سورہ آل عمران ۴۵-۴۷ اور حضور ﷺ کے میلاد کا ذکر قرآن میں ہوا (سورہ بلد وسورۃ الضحیٰ) میلاد کے لئے اس سے بڑا ثبوت اور کیا چاہیئے بلکہ ذکر میلاد تو اللہ کی سنت ہے اب اگر کوئی کہتا ہے کہ ذکر میلاد نا جائز ہے یا بدعت ہے تو اس سے پوچھنا چاہیئے کیا قرآن پڑھنا بدعت ہے تو پھر کوئی دوسرا قرآن بنالو جس میں انبیاء کرام کے میلاد کا ذکر نہ ہو وہ کیسا مسلمان ہے جو کہے کہ قرآن پڑھنا بدعت ہے ہمارا تو عقیدہ یہ ہے قرآن پڑھنا بدعت نہیں عبادت ہے:

؎ آقا کی ثناخوانی دراصل عبادت ہے ہم نعت کی صورت میں قرآن سناتے ہیں

اب اگر امام نماز میں یہی آیات پڑھے تو عین نماز میں انبیاء کا میلاد ہوگا تو معلوم ہوا کہ میرا آقا کا میلاد قیامت تک جاری رہے گا کیونکہ قرآن بھی قیامت تک ہے میلاد سے جلنے والے خود انشاء اللہ بند ہو جائیں گے

حشر تک ڈالیں ہم پیدائش مولیٰ کی دھوم
مثل فارس نجد کے قلعے گراتے جائیں گے
خاک ہو جائیں عدو جل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکر ان کا سناتے جائیں گے

میلاد صاحبِ میلاد کی زبان سے:

عَنِ الْعَبَّاسِ رضی الله عنه اَنَّهُ جَاءَ إِلَى رَسُولِ اللهِ صلی الله علیه وسلم وَكَاَنَّهُ سَمِعَ شَيْئاً فَقَامَ النَّبِيُّ ﷺ عَلَى الْمِنْبَرِ فَقَالَ: مَنْ أَنَا ؟ فَقَالُوْا:أَنْتَ رَسُوْلُ اللهِ عَلَيْكَ السَّلَامُ ،قَالَ: أَنَا مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ بْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ . إِنَّ اللهَ خَلَقَ الْخَلْقَ فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ ، ثُمَّ جَعَلَهُمْ فِرْقَتَيْنِ فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ فِرْقَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ قَبَائِلَ فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ قَبِيْلَةً، ثُمَّ جَعَلَهُمْ بُيُوْتاً فَجَعَلَنِی فِی خَيْرِهِمْ بَيْتاً فَأَنَا خَيْرُهُمْ نَفْساً وَخَيْرُهُمْ بَيْتاً.

ترجمہ: حضرت عباس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن رسول اللہ ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا شاید حضور ﷺ تک خبر پہنچی تھی کہ بعض لوگ ہمارے نسب پاک میں طعن کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے منبر پر قیام فرما کر پوچھا بتاؤ میں کون ہوں؟ سب نے کہا آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں آپ پر اللہ کا سلام ہو فرمایا میں محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب ہوں- اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا فرمایا تو ہم کو بہتر مخلوق میں سے کیا- پھر ان کے دو حصے کئے (عرب وعجم) تو ہم کو ان سے بہتر یعنی عرب میں سے کیا- پھر عرب کے چند قبیلے بنائے ہم کو ان کے بہتر یعنی قریش میں سے کیا- پھر قریش کے چند خاندان بنائے ہم کو انکے سب سے بہتر خاندان یعنی بنی ہاشم میں سے کیا- تو میں اُن سب میں ذات کے لحاظ سے بہتر ہوں اور خاندان کے لحاظ سے بھی بہتر ہوں۔(ترمذی حدیث:۳۶۰۸ ،مشکوۃ حدیث:۵۷۵۷ کتاب الفضائل)

میلاد شریف ذکرِ پیدائش کا نام ہے اور حضور ﷺ نے اپنا میلاد شریف منبر پر تشریف فرما ہو کر صحابہ کرام کے مجمع میں بیان کیا- معلوم ہوا کہ مخلوق میں سے جس نے سب سے پہلے محفل میلاد منعقد کی وہ خود صاحبِ میلاد ہیں- دوسری بات یہ معلوم ہوئی حضور ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں اسی لئے اعلیٰ حضرت کہتے ہیں۔

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی

نوید مسیحا: عَنِ الْعِرْبَاضِ بْنِ سَارِيَةَ رضی الله عنه قَالَ:سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللهِ صلی الله علیه وسلم يَقُوْلُ:إِنِّی عِنْدَ اللهِ فِی أُمِّ الْكِتَابِ لَخَاتَمُ النَّبِيِّيْنَ وَإِنَّ آدَمَ لَمُنْجَدِلٌ فِی طِيْنَتِهِ وَسَأُنَبِّئُكُمْ بِتَأْوِيْلِ ذَلِكَ دَعْوَةُ أَبِیْ إِبْرَاهِيْمَ وَبَشَارَةُ عِيْسٰى قَوْمَهُ وَرُؤْيَا أُمِّی الَّتِیْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَ تْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ.

ترجمہ: حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک میں اللہ کے نزدیک ام الکتاب میں خاتم النبین (لکھا ہوا) تھا اور اس وقت حضرت آدم علیہ السلام اپنی مٹی میں گندھے ہوئے تھے اور میں تم کو اس کی تاویل بتاتا ہوں، میں اپنے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہوں، اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وہ بشارت ہوں جو انہوں نے اپنی قوم کو سنائی تھی اور میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔(احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوۃ حدیث:۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

دیکھو صحابہ کرام کے مجمع میں حضورﷺ نے اپنا نسب نامہ اپنی نعت شریف، اپنی ولادت کا واقعہ بیان فرمادیا یہ ہی میلاد شریف میں ہوتا ہے۔اور میلاد النبی پر لائٹنگ کا قدرتی انتظام بھی ہو رہا ہے۔

آمد مصطفیٰ علیہ السلام پر صحابہ کرام کا اظہار مسرت: شیر اہل سنت مجاہد ملت استاذی المکرّم مناظر اسلام ابوالحقائق علامہ غلام مرتضی ساقی صاحب لکھتے ہیں: صحابہ کرام نے جہاں مطلق ذکر میلاد مصطفیٰ کیا وہاں محفل کا اہتمام بھی اور بالخصوص آپ کی آمد پر خوشی اور مسرت کا اظہار بھی فرمایا جیسا کہ حدیث گذر چکی ہے کہ صحابہ کرام نے جلسہ کیا، آپﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم نے کس لئے جلسہ کیا تو انہوں نے دوٹوک یہی بتایا:

جَلَسْنَا نَذْكُرُ اللّٰهَ وَنَحْمَدُهُ عَلَى مَا هَدَانَا لِلْإِسْلَامِ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِكَ

ہم نے اس لئے جلسہ کیا ہے کہ خدا کا ذکر کریں اور اس کی حمد کریں کہ اس نے ہمیں اسلام کا راستہ دکھایا اور آپ کو بھیج کر ہم پر احسان فرمایا۔(مسند احمد ج ۴ ص ۹۲ ،طبرانی کبیر ج ۱۹ ص ۳۱۱) (آؤ میلاد منائیں ص ۹۹)

وہ محفل نامکمل ہے جس میں نعت رسول یا ذکر رسولﷺ نہ ہو:

عَنِ ابْنِ عباسٍ رضى الله عنهما قَالَ: جَلَسَ نَاسٌ مِّنْ أَصْحَابِ رَسُوْلِ اللهِ صلى الله عليه وسلم يَنْتَظِرُوْنَهُ قَالَ: فَخَرَجَ حَتّٰى إِذَا دَنَا مِنْهُمْ سَمِعَهُمْ يَتَذَاكَرُوْنَ فَسَمِعَ حَدِيْثَهُمْ فَقَالَ بَعْضُهُمْ: عَجَباً إِنَّ اللهَ اتَّخَذَ مِنْ خَلْقِهِ خَلِيْلاً اتَّخَذَ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلاً وَقَالَ آخَرُ مَاذَا بِأَعْجَبَ مِنْ كَلَامِ مُوْسٰى كَلَّمَهُ تَكْلِيْماً وَقَالَ آخَرُ فَعِيْسٰى كَلِمَةُ اللهِ وَرُوْحُهُ وَقَالَ آخَرُ آدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ فَخَرَجَ عَلَيْهِمْ فَسَلَّمَ وَقَالَ: قَدْ سَمِعْتُ كَلَامَكُمْ وَعَجَبَكُمْ .إِنَّ إِبْرَاهِيْمَ خَلِيْلُ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ ،وموسٰى نَجِيُّ اللهِ وَهُوَ كَذٰلِكَ،وعيسٰى رُوْحُ اللهِ وَكَلِمَتُهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، وآدَمُ اصْطَفَاهُ اللهُ وَهُوَ كَذٰلِكَ، أَلَا وَأَنَا حَبِيْبُ اللهِ وَلَا فَخْرَ أَنَا سَيِّدُ وَلَدِ آدَمَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْرَ ، وَبِيَدِيْ لِوَاءُ الْحَمْدِ وَلَا فَخْرَ ، وَمَا مِنْ نَّبِيٍّ يَوْمَئِذٍ–آدَمُ فَمَنْ سِوَاهُ –إِلَّا تَحْتَ لِوَائِي ، وَأَنَا أَوَّلُ شَافِعٍ وَأَوَّلُ مُشَفَّعٍ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا فَخْر،وَأَنَا أَوَّلُ مَنْ يُّحَرِّكُ حِلَقَ الْجَنَّةِ فَيَفْتَحُ اللهُ لِيْ فَيُدْخِلُنِيْهَا وَمَعِيْ فُقَرَاءِ الْمُؤْمِنِيْنَ وَلَا فَخْرَ،وَأَنَا أَكْرَمُ الْأَوَّلِيْنَ وَالْآخِرِيْنَ وَلَا فَخْر.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں چند صحابہ کرام نبی اکرمﷺ کے انتظار میں بیٹھے ہوئے تھے-اتنے میں آپ تشریف لائے جب قریب پہنچے تو انہیں کچھ گفتگو کرتے ہوئے سنا ان میں سے بعض نے کہا تعجب کی بات ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خلیل اللہ بنایا دوسرے نے کہا یہ حضرت موسی علیہ السلام کے اللہ تعالیٰ سے ہم کلام ہونے سے زیادہ تعجب خیز نہیں-ایک نے کہا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا کلمہ اور روح ہیں کسی نے کہا حضرت آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے برگزیدہ کیا حضورﷺ اُن کے پاس تشریف لائے سلام کیا اور فرمایا: میں نے تمہاری گفتگو اور تمہارا تعجب کرنا سنا یقیناً حضرت ابراہیم علیہ السلام خلیل اللہ ہیں اور وہ ایسے ہی ہیں-حضرت موسی علیہ السلام نجی اللہ ہیں وہ واقعی ایسے ہی ہیں حضرت عیسی علیہ السلام روح اللہ وکلمۃ اللہ ہیں وہ بھی یقیناً ایسے ہی ہیں مگر خیال رکھو میں اللہ کا محبوب ہوں فخریہ نہیں کہتا اور میں ہی قیامت کے دن حمد کا جھنڈا اٹھانے والا ہوں فخریہ نہیں کہتا اُس دن کوئی نبی حضرت آدم علیہ السلام اور ان کے سوا ایسا نہ ہوگا جو میرے جھنڈے کے نیچے نہ ہو قیامت کے دن پہلا شفیع بھی میں ہی ہوں اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی فخریہ نہیں کہتا، میں ہی سب سے پہلے جنت کی زنجیر ہلاؤنگا تب اللہ اُسے میرے لئے کھول دے گا پھر اُس میں مجھے داخل کرے گا اور میرے ساتھ فقراء مسلمان ہونگے فخریہ نہیں کہتا، میں اگلے پچھلوں میں سب سے زیادہ معزز ومکرم ہوں فخریہ نہیں کہتا (بلکہ تحدیثِ نعمت کے طور پر کہتا ہوں)۔(ترمذی حدیث :۳۶۱۶ مشکوۃ حدیث :۵۷۶۲ کتاب الفضائل)

یوں تو سارے نبی محترم ہیں مگر سرورِ انبیاء تیری کیا بات ہے

رحمتِ دو جہاں اک تیری ذات ہے اے حبیبِ خدا تیری کیا بات ہے

حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کے فرمان ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾ اپنے رب کی نعمتوں کو بیان کرو۔(سورہ الضحیٰ) پر عمل کر کے اپنے غلاموں کے لئے میلاد منانا سنت بنا دیا مجمع بھی صحابہ کرام کا ہے اور میلاد والے نبی کریم ﷺ اپنے فضائل اور اپنی نعت خود بیان کر رہے ہیں تا کہ میری یاد میں جلسہ کرنے یا نعت پڑھنے پر کوئی اعتراض نہ کر سکے اس سے بڑھ کر محفل میلاد کا ثبوت اور کیا چاہئے۔

حبیبِ حق ہیں خدا کی نعمت ﴿وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ﴾

خدا کے فرمان پر عمل ہے جو بزمِ مولد سجا رہے ہیں

نبی کریم ﷺ نے یہ فرما کر کہ قیامت کے دن پہلا شفیع بھی میں ہی ہوں یہ بتا دیا کہ جب تمہیں مشکل پیش آئے گی جہاں انبیاء کرام بھی نفسی نفسی پکارتے ہوں گے تو میں تمہارے لئے مشکل کشا بن جاؤں گا۔

حضرت آمنہ کے دلارے نبی غمزدہ اُمتوں کے سہارے نبی

روزِ محشر کہے گی یہ خلقِ خدا سب کے مشکل کشا تیری بات ہے

میلاد اور صحابہ کرام : میلاد شریف میں نعتیں پڑھی جاتی ہیں صحابہ کرام حضور ﷺ کی نعتیں پڑھتے تھے اور ایک دوسرے سے نعت کی فرمائش کرتے تھے ہم اگر سنتِ صحابہ پر عمل کریں تو اس میں کیا برائی ہے کیا اللہ کے محبوب کا ذکر کرنا جرم ہے؟ کیا ذکرِ محبوب کے لئے دلیل کی ضرورت ہے؟

عَنْ عائشةَ رضی الله عنها قَالَتْ : قال رسول الله ﷺ :مَنْ اَحَبَّ شَيْئًا اَكْثَرَ مِنْ ذِكْرِهِ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جو کسی سے محبت کرتا ہے وہ اُس کا ذکر کثرت سے کرتا ہے۔(جامع صغیر حدیث:۸۳۱۲)

علامہ اسماعیل حقی صاحب تفسیر روح البیان: سورۃ الفتح کی آخری آیت محمد رسول اللہ ﷺ کی تفسیر میں لکھتے ہیں:-

وَمِنْ تَعْظِيْمِهِ عَمَلُ الْمَوْلِدِ اِذَا لَمْ يَكُنْ فِيْهِ مُنْكَرٌ قَالَ الامامُ السيوطى قُدِّسَ سِرُّهُ يُسْتَحَبُّ لَنَا اِظْهَارُ الشُّكْرِ لِمَوْلِدِهِ ﷺ)

اور میلاد شریف کرنا رسول اللہ ﷺ کی تعظیم سے ہے جب کہ وہ بُری باتوں سے خالی ہو امام سیوطی قدس سرہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ کی ولادت باسعادت پر اظہارِ شکر مستحب ہے۔

میلاد کیا ہے؟: رسول اللہ ﷺ کی نعت خوانی کا نام میلاد ہے رسول اللہ ﷺ نے خود بھی صحابہ کرام کو اپنی نعت سنانے کا حکم دیا اور صحابہ کرام ایک دوسرے سے بھی نعت سننے کی فرمائش کیا کرتے تھے اور ان نعتوں میں صراحتاً بھی آپ ﷺ کے میلاد کا ذکر ہوتا تھا۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے نعت سننے کی فرمائش کی

عَنْ ابن عباسَ رضى الله عنهما اَنَّهُ سَاَلَ كَعْبَ الأَحْبَارَ كَيْفَ تَجِدُ نَعْتَ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِى التَّوْرَاةِ فَقَالَ كَعْبٌ: نَجِدُهُ مُحَمَّدُ بْنُ عَبْدِ اللهِ يُوْلَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ وَيَكُوْنُ مُلْكُهُ بِالشَّامِ وَلَيْسَ بِفَحَّاشٍ وَلاصَخَّابٍ فِى الأَسْوَاقِ وَلا يُكَافِئُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ أُمَّتُهُ الْحَمَّادُوْنَ يَحْمَدُوْنَ اللهَ فِى كُلِّ سَرَّاءَ وَضَرَّاءَ وَيُكَبِّرُوْنَ اللهَ عَلَى كُلِّ نَجْدٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے حضرت کعب احبار سے پوچھا تم تورات میں حضور ﷺ کی نعت کس طرح پاتے ہو حضرت کعب

احبار نے جواب دیا ہم تورات میں حضورﷺ کی نعت اس طرح پاتے ہیں محمدﷺ مکہ میں پیدا ہوں گے مدینے کی جانب ہجرت کریں گے آپ کی مملکت شام میں ہوگی آپ یاوہ گو اور بازاروں میں چیخنے والے نہیں ہونگے آپ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے لیکن معاف کریں اور بخش دیں گے آپ کی امت خدا کی بہت حمد کرنے والی ہوگی وہ ہر خوشی اور غمی کے موقع پر اللہ کی حمد کرے گی اور ہر بلندی پر اللہ کی تکبیر کہے گی۔ (دارمی حدیث ۸ کتاب المقدمہ، خصائص کبری ص۲۰ باب ذکرہ فی التوارۃ والانجیل) يُوْلَدُ بِمَكَّةَ وَيُهَاجِرُ إِلَى طَابَةَ میں میلاد کا ذکر ہے۔

حضرت عطاء بن یسار نے نعت کی فرمائش کی:

عَنْ عطاء بن يسار قَالَ: لَقِيْتُ عَبْدَ اللهِ بْنَ عَمْرٍو رضى الله عنهما : قُلْتُ أَخْبِرْنِي عَنْ صِفَةِ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ فِي التَّوْرَاةِ قَالَ: أَجَلْ وَاللهِ إِنَّهُ لَمَوْصُوْفٌ فِي التَّوْرَاةِ بِبَعْضِ صِفَتِهِ فِي الْقُرْآنِ ((يَا أَيُّهَاالنَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيْرًا وَحِرْزًا لِلْأُمِّيِّيْنَ أَنْتَ عَبْدِيْ وَرَسُوْلِيْ سَمَّيْتُكَ الْمُتَوَكِّلَ لَيْسَ بِفَظٍّ وَلاغَلِيْظٍ وَلاصَخَّابٍ فِي الأَسْوَاقِ وَلا يَدْفَعُ بِالسَّيِّئَةِ السَّيِّئَةَ وَلَكِنْ يَعْفُو وَيَغْفِرُ وَلَنْ يَقْبِضَهُ اللهُ حَتَّى يُقِيْمَ بِهِ الْمِلَّةَ الْعَوْجَاءَ بِأَنْ يَقُوْلُوْا لاإِلَهَ إِلا اللهُ وَيَفْتَحُ بِهَا أَعْيُنًا عُمْيًا وَآذَانًا صُمًّا وَقُلُوْبًا غُلْفًا.

حضرت عطاء بن یسار سے روایت ہے کہ میں حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے ملا اور کہا مجھے رسول اللہﷺ کی وہ صفات سناؤ جو تورات میں مذکور ہیں انہوں نے کہا ہاں اللہ کی قسم تورات میں بھی حضورﷺ کی بعض وہ صفات بیان ہوئی ہیں جو قرآن میں موجود ہیں یعنی اے نبی (غیب کی خبریں بتانے والے) بیشک ہم نے تمہیں گواہ اور بشارت دینے والا اور ڈر سنانے والا بے پڑھوں کی حفاظت کرنے والا جائے پناہ بنا کر بھیجا ہے تم میرے بندے اور رسول ہو میں نے تمہارا نام متوکل رکھا ہے نہ سخت دل نہ سخت زبان نہ بازاروں میں شور کرنے والے برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیں گے لیکن معاف کریں اور بخش دیں گے اللہ انہیں وفات نہ دے گا یہاں تک کہ اُن کے ذریعے ٹیڑی ملت کو سیدھا کردے گا اس طرح کہ لوگ کہیں گے لا الہ الا اللہ اور اُس کے ذریعے اندھی آنکھوں، بہرے کانوں اور قفل لگے ہوئے دلوں کو کھول دے گا۔ (بخاری حدیث ۲۱۲۵ کتاب البیوع ، مشکاۃ ۵۷۵۲ کتاب الفضائل)

حضورﷺ نے اپنے نعت خواں کے لئے منبر بچھادیا:

عَنْ عائشةَ رضى الله عنها قَالَتْ : كَانَ رَسُوْلُ اللهِ ﷺ يَضَعُ لِحَسَّانَ مِنْبَرًا فِي الْمَسْجِدِ يَقُوْمُ عَلَيْهِ قَائِماً يُفَاخِرُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ أَوْ يُنَافِحُ وَيَقُوْلُ رسولُ الله ﷺ إِنَّ اللهَ يُؤَيِّدُ حَسَّانَ بِرُوْحِ الْقُدُسِ مَا يُفَاخِرُ أَوْيُنَافِحُ عَنْ رَسُوْلِ اللهِ ﷺ.

ترجمہ: حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ نبی کریمﷺ مسجدِ نبوی میں منبر بچھواتے جس پر وہ کھڑے ہو کر نبی کریمﷺ کی طرف سے فخر کرتے یا مدافعت کرتے تھے نبی کریمﷺ فرماتے تھے بیشک اللہ تعالیٰ بذریعہ جبریل حضرت حسان کی مدد فرماتا ہے جب تک وہ رسول اللہﷺ کی طرف سے فخر کرتے رہیں یا فرمایا مدافعت کرتے رہیں۔ (ترمذی حدیث ۲۸۴۶، مشکوۃ حدیث: ۴۸۰۵ کتاب الآداب باب البیان والشعر)

ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہﷺ نے یوم قریظہ کو حسان بن ثابت سے فرمایا مشرکین کی ہجو کرو یقیناً جبریل تمہارے ساتھ ہیں اور فرمایا: اَجِبْ عَنِّي اَللّٰهُمَّ اَيِّدْهُ بِرُوْحِ الْقُدُسِ ان کو میری طرف سے جواب دو اے اللہ! اس کی جبریل امین کے ساتھ مدد فرما۔ (مسلم حدیث: ۲۴۸۵، مشکوۃ حدیث: ۴۷۸۹ کتاب الآداب باب البیان والشعر)

حضورﷺ اللہ کا نور ہیں: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضورﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

أَغَرُّ عَلَيْهِ لِلنُّبُوَّةِ خَاتَمٌ مِنَ اللهِ مِنْ نُوْرٍيَلُوْحُ وَيَشْهَدُ

آپ ﷺ روشن چہرہ ہیں، مہرِ نبوت کے حامل ہیں اللہ کا نور آپ پر چمک رہا ہے اور گواہی دے رہا ہے۔

وَضَمَّ الإِلٰهُ اسْمَ النَّبِيِّ إِلَى اسْمِهِ إِذَا قَالَ فِي الْخَمْسِ الْمُؤَذِّنُ أَشْهَدُ

اللہ تبارک وتعالیٰ نے نبی کریم ﷺ کے نام کو اپنے نام کے ساتھ ملایا ہے جب مؤذن پانچوں وقت اذان میں اشہد کہتا ہے۔

وَشَقَّ لَهُ مِنْ إِسْمِهِ لِيُجِلَّهُ فَذُو الْعَرْشِ مَحْمُوْدٌ وَهَذَا مُحَمَّدُ

اپنے نام سے آپ کا نام نکالا تا کہ ان کو بڑائی اور بزرگی دے چنانچہ عرش والا اللہ تعالیٰ محمود ہے اور آپ محمد ہیں۔

فَأَمْسَى سِرَاجًا مُسْتَنِيْرًا وَهَادِيًا يَلُوْحُ كَمَا لاحَ الصَّقِيْلُ الْمُهَنَّدُ

پس آپ نور پھیلانے والے ظاہر و باطن کو چمکانے والے آفتاب بن گئے اور چمکتے ہادی بنے جیسا کہ ہندوستانی صیقل شدہ تلوار چمکتی ہے

المفاہیم از محدث مکی سید علوی مالکی ص عربی ۲۰۹، ۲۷۷ و مترجم ۲۲۵، ۱۸۳، خصائص کبری جلد ا ص:۱۳۴، بیہقی ابن عساکر، طبقات ابن سعد، اصابہ جلد ا ص ۲۶۴، الروض الانف ۲/۹۱

حضور ﷺ بے مثل ہیں: حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی نعت اور میلاد بیان کرتے ہیں

وَأَحْسَنُ مِنْكَ لَمْ تَرَ قَطُّ عَيْنِيْ وَأَجْمَلُ مِنْكَ لَمْ تَلِدِ النِّسَاءُ

یارسول اللہ! آپ سے زیادہ حسین و جمیل میری آنکھ نے کبھی نہیں دیکھا اور آپ سے زیادہ خوبصورت کسی ماں نے جنا ہی نہیں (یعنی آپ بے مثل ہیں)۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ كَأَنَّكَ قَدْ خُلِقْتَ كَمَا تَشَاءُ

آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں گویا کہ آپ ایسے پیدا کئے گئے جیسا کہ آپ نے چاہا۔

خُلِقْتَ مُبَرَّءً مِّنْ كُلِّ عَيْبٍ آپ ہر عیب سے پاک پیدا کئے گئے ہیں اس میں سرکار ﷺ کے میلاد کا ذکر ہے

رسول اللہ کے چچا حضرت عباس بن عبد المطلب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سرکار ﷺ میلاد پڑھا تو آپ نے خوش ہو کر دعا دی۔

حضرت عباس نے عرض کیا یارسول اللہ! میں آپ کی نعت پڑھنا چاہتا ہوں حضور ﷺ نے فرمایا پڑھو اللہ تعالیٰ تمہارے منہ کو سلامت رکھے۔

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ أَشْرَقَتِ الْأَرْضُ وَضَاءَ تْ بِنُوْرِكَ الْأُفُقُ

یارسول اللہ! ﷺ آپ جب پیدا ہوئے تو زمین چمک اٹھی اور آفاقِ سماوی آپ کے نور سے روشن ہو گئے۔

فَنَحْنُ فِي ذٰلِكَ الضِّيَاءِ وَفِي النُّوْرِ وَسُبُلَ الرَّشَادِ نَخْتَرِقُ

تو اب ہم لوگ اُسی روشنی اور اُسی نور میں ہیں اور ہدایت و استقامت کی راہیں طے کر رہے ہیں۔

(کتاب الوفا ص:۲۸ مختصر سیرۃ الرسول ﷺ از شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب ص:۹)

وَأَنْتَ لَمَّا وُلِدْتَ یارسول اللہ! ﷺ آپ جب پیدا ہوئے اس میں سرکار ﷺ کے میلاد کا ذکر ہے

حضور ﷺ نے اپنے نعت خوان کو چادر عطا فرمادی: حضرت کعب بن زہیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا:

فَقَدْ أَتَيْتُ رَسُوْلَ اللهِ مُعْتَذِرًا وَالْعَفْوُ عِنْدَ رَسُوْلِ اللهِ مَقْبُوْلُ

میں اللہ کے رسول ﷺ کی خدمت میں عذر خواہ ہو کر پہنچا اور معافی اور درگذر تو اللہ کے رسول کے نزدیک پسندیدہ ہے۔

لَقَدْ اَقُوْمُ مَقَامًا لَوْيَقُوْمُ بِهٖ اَرٰی وَاَسْمَعُ مَالَوْ یَسْمَعُ الْفِیْلُ

میں اس مقام پر کھڑا تھا کہ اگر وہاں ہاتھی بھی کھڑا ہوتا اور وہ دیکھتا اور سنتا جو میں دیکھ اور سن رہا تھا۔

لَظَلَّ یَرْعَدُ اِلَّا اَنْ یَّکُوْنَ مِنَ الرَّسُوْلِ بِاِذْنِ اللّٰہِ تَنْوِیْلُ

تو یقیناً کانپنے لگتا اگر اللہ کے حکم سے رسول اللہ کی طرف سے جود وسخا اور بخشش وعطا نہ ہوتی۔

اِنَّ الرَّسُوْلَ لَنُوْرٌ یُسْتَضَاءُ بِهٖ مُهَنَّدٌ مِنْ سُیُوْفِ اللّٰہِ مَسْلُوْلُ

بیشک رسول اللہ ﷺ نور ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے وہ اللہ کی تلوروں میں سے ایک کھنچی ہوئی تلوار ہیں۔

ابوبکر بن الانباری کی روایت میں ہے کہ جب حضرت کعب بن زہیر اس شعر پر پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے اپنی چادر مبارک جو آپ پر تھی ان کو عطا فرمادی اور حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اس چادر کو دس ہزار میں خریدنا چاہا تو انہوں نے انکار کردیا کہ میں رسول اللہ ﷺ کو کسی پر ترجیح نہیں دیتا پھر جب حضرت کعب رضی اللہ عنہ کا انتقال ہوگیا تو حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ نے اُن کے ورثاء میں اس چادر کو بیس ہزار درہم میں خرید لیا۔

(المفاہیم از فضیلۃ الشیخ سید علوی مالکی محدث مکی عربی ص:۲۱۰ مترجم ۲۲۸، (اصابہ از ابن حجر جلد ۳ ص:۲۷۹))

حضرت عبداللہ بن رواحہ اور میلاد النبی ﷺ:

رُوْحِی الْفِدَاءُ لِمَنْ اَخْلَاقُهٗ شَهِدَتْ بِاَنَّهٗ خَیْرُ مَوْلُوْدٍ مِّنَ الْبَشَرِ

میری جان ان پر فدا جن کے اخلاق شاہد ہیں کہ اُن کا میلاد پاک تمام بنی نوع انسان سے افضل ترین ہے۔

عَمَّتْ فَضَائِلُهٗ کُلَّ الْعِبَادِ کَمَا عَمَّ الْبَرِیَّةَ ضَوْءُ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ

اُن کے فضائل بلا امتیاز سب بندوں کے لئے عام ہیں جس طرح سورج اور چاند کی روشنی تمام مخلوق کے لئے عام ہے۔

لَوْلَمْ یَکُنْ فِیْهِ آیَاتٌ مُّبَیِّنَةٌ کَانَتْ بَدِیْهَتُهٗ عَنِ الْخَبَرِ

اگر اُن کی صداقت پر مہر ثبت کرنے والی نشانیاں نہ ہوتیں تو خود اُن کی واضح شخصیت اُن کی صداقت کے لئے کافی تھی۔

(طبقات ابن سعد، الاصابۃ از ابن حجر ج ۲)

امام بخاری کی شہادت: حضرت عروہ کا بیان ہے کہ ثویبہ پہلے ابولہب کی لونڈی تھی جب ابولہب نے اُسے آزاد کیا تو اُس نے نبی کریم ﷺ کو دُودھ پلایا جب ابولہب مرگیا تو اس کے گھر والوں میں سے کسی نے اُسے بُرے حال میں دیکھا اُس نے پوچھا تمہارے ساتھ کیا گزری تم سے جدا ہوتے ہی سخت عذاب میں پھنس گیا ہوں ماسوائے اس کے کہ ثویبہ کو آزاد کرنے کے باعث اس میں سے مجھے پانی پلایا جاتا ہے۔ (بخاری کتاب النکاح باب وامہاتکم التی ارضعنکم)

محفل میلاد کی خوشی اور عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی متوفی ۱۲۴۲ھ

حال ہی میں پاکستان کے غیر مقلدین نے سعودی عرب کی امداد سے محمد بن عبدالوہاب نجدی کے لڑکے عبداللہ کی کتاب ,,مختصر سیرت رسول ﷺ،، شائع کی ہے اور اس کو مفت تقسیم کیا جارہا ہے اور اس کتاب کے ٹائیٹل پر کتاب شائع کرانے والے کا نام بھی لکھا ہوا ہے

علی نفقتة الشیخ ابراهیم بن علی الناصر، باہتمام حافظ عبدالغفور محمد اسماعیل رئیس جامعہ العلوم الاثریہ جہلم۔ پاکستان، احمد شاکر صاحب المکتبہ السلفیہ لاہور۔ پاکستان

وقد رؤی ابو لهب بعد موته فی النوم فقیل له ما حالك فقال فی النار الا انه خفف عنی کل اثنین وامص من بین اصبعی هاتین ماء واشار براس اصبعه وان ذلك باعتاق ثویبة عند ما بشرتنی بولادة النبی ﷺ وبارعها له قال ابن الجوزی فاذا کان هذا ابو لهب کافر الذی نزل القرآن بذمه جوزی بفرحه لیلة مولد النبی ﷺ فما حال المسلم الموحد من امته یسر بمولده

اس عبارت کا ترجمہ یہ ہے

,,ابولہب کو اُس کے مرنے کے بعد خواب میں دیکھا گیا تو اُسے پوچھا گیا کہ تیرا کیا حال ہے؟ وہ بولا میں تو آگ میں ہوں تاہم ہر پیر (سوموار) کو میرے عذاب میں تخفیف کردی جاتی ہے اور اُنگلی سے اشارہ کرتا ہوا کہنے لگا (کہ ہر پیر کو) میری ان دو انگلیوں کے درمیان سے پانی (کا چشمہ) نکلتا ہے جسے میں پیتا ہوں اور مجھے یہ تخفیف اس وجہ سے ملتی ہے کہ میں نے ثویبہ کو آزاد کیا تھا جب اُس نے مجھے حضورﷺ کی ولادت کی خبر دی تھی،،

عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی آگے اس پر تبصرہ کرتے ہوئے امام ابن جوزی کے حوالے سے لکھتے ہیں۔

جب ابولہب جیسے کافر کا یہ حال ہے جس کے بارے میں قرآن میں مذمت نازل ہوئی کہ اُس کو حضورﷺ کی میلاد کی رات خوشی کرنے پر یہ جزاء (عذاب سے تخفیف) دی جاتی ہے تو اُس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوگا جو آپﷺ کے میلاد کی خوشی منائے۔ (مختصر سیرۃ الرسولﷺ ص ۱۳)

اس عبارت کے بعد شارح بخاری علامہ قسطلانی نے مواہب اللدنیہ میں اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے اپنی کتاب ''ما ثبت بالسنۃ،، میں جس کا ترجمہ شیخ اقبال الدین احمد دیوبندی نے کیا ہے اور اُس پر مقدمہ مفتی شفیع دیوبندی نے لکھا ہے اور یہ کتاب مکتبہ الکوثر مدینہ منورہ سے ,,مومن کے ماہ وسال،، کے نام سے بک رہی ہے اس کے ص ۸۴،۸۵ پر عبداللہ کی مختصر سیرت رسولﷺ والی عبارت نقل کر کے ابن جوزی کی پوری عبارت نقل کی ہے جس کا ترجمہ یہ ہے'' تو اُس توحید کو ماننے والے مسلمان امتی کا کیا حال ہوا جو آپﷺ کے میلاد کی خوشی منائے اور اپنی وسعت کے مطابق رسول اللہﷺ کی محبت میں صدقہ وخیرات کرے تو اُس کی جزا کا کیا عالم ہوگا! اللہ تعالی سے توقع ہے کہ اُس کی جزا یہ ہوگی کہ اللہ تعالی اُس کو اپنے فضل وکرم سے جنت میں داخل فرمائے گا۔

ان تمام محدثین ومفسرین فقہاء کرام ابن جوزی اور شیخ عبداللہ کی ان تصریحات سے معلوم ہوا حضور ﷺ کی آمد خوشی منانے والے سچے پکے مسلمان موحد ہیں اور جو ولادت مصطفیٰ ﷺ کی خوشی منائے اُسے مشرک بدعتی نہیں کہا جا سکتا بلکہ اُس کو انعام اور اجر عظیم ملے گا جب کہ کافر بھی خوشی منائے تو اُسے محروم نہیں رکھا جاتا۔

یہ دربار ِ محمد ہے یہاں اپنوں کا کیا کہنا ۔۔۔ یہاں سے ہاتھ خالی غیر بھی جایا نہیں کرتے

نثار تیری چہل پہل پر ۔۔۔ ہزار عیدیں ربیع الاول

سوائے ابلیس کے جہاں میں ۔۔۔ سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

شب ولادت میں سب مسلماں نہ کیوں کریں جان ومال قرباں

ابولہب جیسے سخت کافر خوشی میں جب فیض پارہے ہیں

زمانہ بھر میں یہ قاعدہ ہے ۔۔۔ کہ جس کا کھانا اُسی کا گانا

تو نعمتیں جن کی کھا رہے ہے ۔۔۔ انہی کے ہم گیت گا رہے ہیں

حبیب حق ہیں خدا کی نعمت بِـــنِـــعْـــمَـــةِ رَبِّكَ فَـــحَـــدِّث
خدا کے فرماں پہ عمل ہے جو بزم مولد سجا رہے ہیں

ایک شبہ کا جواب: اگر یہ شبہ ہو کہ ابولہب کا بھائی عباس جس نے یہ خواب دیکھا وہ کافر تھا اور ایک کافر کے خواب سے کوئی مسئلہ کیسے ثابت ہوگا اور شرعاً کیسے معتبر ہوگا اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سے قید خانے میں دو کافروں نے خواب بیان کیا اور آپ نے اس کا شرعاً اعتبار کیا (سورہ یوسف آیت ۳۵-۴۱ پارہ -۱۲ رکوع ۱۵)

علاوہ ازیں امتِ مسلمہ کے اجلہ علماء کرام نے اس خواب کی روشنی میں مسئلہ میلاد بیان کیا ہے انور شاہ کشمیری دیو بندی نے بھی اس خواب کو تسلیم کر کے اور اس کا شرعاً اعتبار کر کے لکھا ہے: اس حدیث سے ثابت ہوا کہ کفار کی اطاعت سے انہیں کچھ فائدہ پہنچتا ہے اگر چہ بلکلیہ عذاب نہیں اُٹھتا۔ (فیض الباری شرح بخاری ۴/۲۷۸ مطبوعہ مصر)

علامہ حسین بن محمد نے اس واقعہ کو تاریخ الخمیس ۱/۲۲۲ میں سیرت کی متعدد کتب کے حوالوں سے تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ علامہ ابو القاسم عبدالرحمٰن بن عبداللہ السہیلی متوفی ۵۸۱ھ الروض الانف ۲/۷۹ میں ذکر کیا ہے

علامہ بدرالدین عینی شارح بخاری متوفی ۸۵۵ھ نے سہیلی کے حوالے سے اس روایت کو ذکر کیا ہے اور طویل بحث کے بعد لکھا ہے کہ کفار کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی لیکن یہ ابولہب کی خصوصیت ہے علامہ قرطبی نے فرمایا کہ یہ تخفیف ابولہب کے ساتھ اور جن کفار کے بارے میں نص وارد ہوئی ہے خاص ہے۔ (عمدۃ القاری شرح بخاری ج۲۰ ص۹۵)

علامہ السید علوی مالکی صاحب لکھتے ہیں حافظ عبدالرحمٰن بن الدبیع الشیبانی صاحب جامع الاصول فرماتے ہیں
ابولہب سے تخفیف عذاب نبی ﷺ کی کرامت کی وجہ سے ہے جیسا کہ ابو طالب سے تخفیف عذاب ہے ثویبہ کو آزاد کرنے کی وجہ سے نہیں کیونکہ کفار کے اعمال باطل ہیں۔ (من حدائق الانوار فی السیرۃ ۱/۱۳۴) المولد الشریف از مالکی ص۸۰)

حضرت عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یارسول اللہ! کیا آپ نے ابو طالب کو بھی کوئی نفع پہنچایا وہ آپ کی حفاظت کرتے تھے اور آپ کی وجہ سے لوگوں پر غضب ناک ہوتے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہاں اب وہ صرف جہنم کے بالائی طبقہ میں ہیں اگر میری شفاعت سے اُس کو نفع نہ پہنچتا تو وہ جہنم کے سب سے نچلے طبقہ میں ہوتا۔ اور ایک روایت میں ہے آپ ﷺ نے فرمایا ہاں میں نے اُس کو آگ کی گہرائی میں پایا تو میں اُس کو آگ کے اُوپر والے طبقہ میں لے آیا۔ (مسلم شریف)

علامہ ابن حجر عسقلانی شارح بخاری متوفی ۸۵۲ھ نے سہیلی کے حوالے سے اس روایت کو ذکر کیا ہے اور علامہ قرطبی کا قول بھی ذکر کیا ہے اور ابن منیر کے حوالے سے لکھا ہے کہ قاعدہ یہی ہے کہ کافر کے عذاب میں تخفیف نہیں ہوتی لیکن اللہ تعالیٰ مالک ہے جس کو چاہے اپنے فضل سے اس قاعدہ سے مستثنیٰ کر کے اس کے عذاب میں تخفیف کر دے۔ (فتح الباری شرح بخاری ۹/۱۴۶ مطبوعہ دارنشر الکتب الاسلامیہ لاہور پاکستان)

علامہ احمد بن محمد قسطلانی شارح بخاری متوفی ۹۱۱ھ نے مواہب اللدنیہ ۱/۲۷ میں اس روایت کو ذکر کیا ہے اور شیخ عبدالحق محدث دہلوی متوفی ۱۰۵۲ھ نے اپنی کتاب ماثبت بالسنۃ میں اور مدارج النبوت ج۲ ص۱۹ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ سکھر پاکستان۔

علامہ جلال الدین سیوطی شافعی متوفی ۹۱۱ھ نے حسن المقصد فی عمل المولد (الحاوی للفتاوی) ۱/۱۹۶ مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد پاکستان

علامہ علی بن برہان الدین حلبی شافعی متوفی ۱۰۴۴ھ نے انسان العیون ۱/۱۳۷ میں

علامہ محمد بن عبدالباقی زرقانی مالکی شرح المواہب اللدنیہ ۱/۱۳۹ میں

علامہ محمد بن یوسف شامی شافعی متوفی ۹۴۲ھ نے ,,سبل الہدی والرشاد فی سیرۃ خیر العباد ۱/۴۵۵ میں مطبوعہ قاہرہ

علامہ ابن عابدین شامی حنفی متوفی ۱۲۵۲ھ نے شرح المولد بن حجر (جواہر البحار) ۳/۳۳۸ مطبوعہ مصر ان تمام علماء و محدثین نے ابولہب کی تخفیف عذاب والی روایت سے ایام مولد میں خوشی منانے اور صدقہ اور خیرات کرنے پر استدلال کیا ہے ابن جوزی کی مذکورہ عبارت کو نقل کیا ہے۔ (شرح مسلم علامہ سعیدی ۳/۱۷۳-۱۷۶)

شیخ ابن تیمیہ اور محفل میلاد: ابن تیمیہ لکھتے ہیں :-وَكَذٰلِكَ مَا يُحْدِثُهُ بَعْضُ النَّاسِ إِمَّا مُضَاهَاةً لِلنَّصَارىٰ فِي مِيْلَادِ عيسٰى عليه السلام وَإِمَّا مُحَبَّةً لِلنَّبِيِّ ﷺ وَتَعْظِيْمًا لَهُ وَاللّٰهُ قَدْ يُثِيْبُهُمْ عَلَى هٰذِهِ الْمُحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ......)

اسی طرح بعض لوگوں نے محفل میلاد کی ایجاد کی ہے اور وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو عیسائیوں کی مشابہت سے ہوگی جیسے وہ حضرت عیسی علیہ السلام کا میلاد کرتے ہیں یا نبی کریم ﷺ کی محبت میں ہوگی اور آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اور اللہ تعالی ان کو اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرمائے گا۔ اقتضاء الصراط المستقیم طبعۃ دار الحدیث ص۲۶۶)

امام علوی مالکی فرماتے ہیں:- فَهٰذَا قَوْلُ مَنْ تَرَكَ التَّعَصُّبَ جَانِبًا وَتَكَلَّمَ بِمَا يَرْضَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهُ اَمَّا نَحْنُ فَلَا نَفْعَلُ الْمَوْلِدَ اِلَّا كَمَا قَالَ شَيْخُ الاسلامِ((مُحَبَّةً لِلنَّبِيِّ ﷺ وَتَعْظِيْمًا لَهُ وَاللّٰهُ قَدْ يُثِيْبُنَاعَلَى هٰذِهِ الْمُحَبَّةِ وَالْاِجْتِهَادِ......) یہ قول اس کا ہے جو تعصب کو چھوڑ دے اور اللہ اور اس کے رسول جل جلالہ ﷺ کی رضا حاصل کرنے کی بات کرے ہماری محفل میلاد منعقد کرنے کا مقصد وہی ہے جیسا کہ شیخ الاسلام نے کہا ہے نبی کریم ﷺ کی محبت آپ ﷺ کی تعظیم کے لیے اور اللہ تعالی ہمیں اس محبت اور اجتہاد پر ثواب عطا فرمائے گا۔

محفل میلاد کا مفہوم کیا ہے: فضیلۃ الشیخ سید علوی مالکی صاحب لکھتے ہیں ﴿اِنَّـنَا نَعْنِي بِالْاِحْتِفَالِ الاجتماع لسماع سيرته والصلاة والسلام عليه وسماع المدائح التى تقال فى حقه واطعام الطعام واكرام الفقراء والمحتاجين وادخال السرور على قلوب المحبين ﴾ ہم میلاد النبی ﷺ کی محافل اور اجتماعات کے متعلق اس امر کے قائل ہیں کہ ان سے ہمارا مقصد سیرت طیبہ بیان کرنے کی سعادت حاصل کرنا آپ ﷺ کے محامد اوصاف اور نعتیں سننا، کھانا کھلانا، فقراء اور محتاجوں کا اکرام کرنا، اور حضور ﷺ کی امت کے دلوں کو خوش کرنا ہے۔

لوگ کہتے ہیں محفل میلاد منعقد کرنے والے اسے عید الفطر اور عید الاضحیٰ کی طرح شرعی عید سمجھتے ہیں ہم نے کئی مرتبہ ایسے جھوٹے الزام اور بہتان کی تردید کی ہے وقلنا ان يوم مولد سيدنا ليس بعيد ولا نعتبره عيدا لانه اكبر من العيد واعظم واشرف منه ان العيد لايعود الا مرة واحدة فى السنة واما الاحتفال بمولده والاعتناء بذكره وسيرته يجب ان يكون دائما لايتقيد بزمان ولا مكان ومعلوم انه ليس عندنا فى الاسلام الا عيدان الفطر والاضحى لكن يوم المولد اكبر واعظم من العيد وان كنا لانسميه عيدا فهو الذى جاء بالاعياد والافراح ومن حسناته كل الايام العظيمة فى الاسلام فلولا مولده ﷺ ماكانت البعثة ولانزول القرآن ولا الاسراء ولا المعراج ولا الهجرة ولا النصر فى بدر ولا الفتح الاعظم لان كل ذلك متعلق به ﷺ وبمولده الذى هو ممنبع تلك الخيرات العظيمة

ہم اس بات کے قائل ہیں ہمارے آقا و مولا سیدنا محمد ﷺ کا یوم میلاد عید نہیں اور نہ ہم اسے عید سمجھتے ہیں اس لئے وہ دن تو مرتبہ میں عید سے بھی زیادہ شان و عظمت والا اور اعظم و اشرف ہے اس لئے کہ عید تو سال میں ایک مرتبہ آتی ہے لیکن محفل میلاد النبی ﷺ اور سیرت النبی اور ذکر

مصطفیٰ ﷺ کے لیے زمان ومکاں کی کوئی قید نہیں میلا دالنبی ﷺ اور ذکر مصطفیٰ ﷺ ہر وقت اور ہر روز ہونا چاہئے اور عوام جو اُسے عید کہتے ہیں تو اُس سے ان کا مقصد شرعی عید نہیں ہوتا یہ لوگوں کی عادت ہے کہ وہ خوشی اور مسرت کے دن کو عید کہہ دیتے ہیں تمہارا آنا تو عید ہے تمہاری ملاقات تو ہے اور یہ بات معلوم ہے کہ ہمارے نزدیک اسلام میں صرف دو عیدیں ہیں عید الفطر اور عید الاضحیٰ لیکن یوم المیلا د شان میں عید سے بھی بڑھ کر ہے اگر ہم اُس کا نام عید نہیں رکھتے اور یوم میلا د ہی تمام عیدوں اور خوشیوں اور اسلام کے بڑے عظیم دنوں کو لایا اگر یوم میلا د نہ ہوتا تو حضور ﷺ کی بعثت ہوتی نہ نزول قرآن ہوتا نہ اسراء اور معراج ہوتا نہ ہجرت نہ بدر کی فتح ہوتی نہ فتح مکہ ہوتا اس لئے کہ تمام نعمتیں اس بڑی نعمت کی طفیل ہیں اور میلا النبی ﷺ ان تمام نعمتوں کے حصول کا واسطہ اور منبع خیرات اور معدنِ جودوکرم ہے (حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف از علوی مالکی صاحب ص ۶۱، ۸۰-۱۲)

اگر ہم اس دن کو شرعی عید قرار دیتے تو اس دن روزہ رکھنا ناجائز سمجھتے جیسا کہ عیدین میں ہوتا ہے لیکن ہم تو میلا دالنبی ﷺ کے دن روزہ رکھنا سنت سمجھتے ہیں اور روزہ رکھ میلا دالنبی ﷺ مناتے ہیں پھر لوگ ہم پر جھوٹے الزام لگانے سے باز نہیں آتے خدا سمجھ عطا کرے۔

علمائے دیوبند کے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کا فیصلہ:

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں بلکہ ذریعہ برکات سمجھ کر ہر سال منعقد کرتا ہوں اور قیام میں لطف ولذت پاتا ہوں۔ (فیصلہ ہفت مسئلہ ص ۵)

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں تاہم علماء جواز کی طرف بھی گئے ہیں جب صورت جواز کی موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباع حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیئے اگر احتمال تشریف آوری کا کیا جائے تو مضائقہ نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان ومکان ہے لیکن عالم امر دونوں سے پاک ہے پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔ (شمائم امدادیہ ص ۵۰)

حاجی صاحب فرماتے ہیں:- مولد شریف تمام اہل حرمین شریف کرتے ہیں اسی قدر ہمارے واسطے حجت کافی ہے اور حضرت رسالت پناہ کا ذکر کیسے مذموم ہوسکتا ہے البتہ جو زیادتیاں لوگوں نے اختراع کی ہیں نہ چاہئے اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں حاصل ہوتی ہے۔ (شمائم امدادیہ ص ۴۷)

حاجی صاحب کا یہ بہت ایمان افروز ارشاد ہے:- اگر کسی عمل میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض کو دور کرنا چاہئے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے ایسے امور سے انکار کرنا خیر کثیر سے باز رکھنا ہے جیسے قیام مولد شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی شخص تعظیماً قیام کرے تو اس میں کیا خرابی ہے جب کوئی آتا ہے تو لوگ اُس کی تعظیم کے واسطے کھڑے ہو جاتے ہیں اگر سردار عالم وعالمیاں (روحی فداہ) کے اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا۔ (شمائم امدادیہ ص ۶۸)

اشرف علی تھانوی نے آخری جملہ ,,اسمِ گرامی کی تعظیم کی گئی تو کیا گناہ ہوا،، پر حاشیہ لکھا ہے۔

اقول: البتہ اصرار کرنا کہ تارکین سے نفرت کرنا زیادتی ہے۔ (امداد المشتاق ص ۸۸)

اور میں کہتا ہوں کہ اس سے بھی بڑی زیادتی یہ ہے کہ محفلِ میلا د کو بدعت سیئہ قرار دیا جائے اور میلا د شریف کرنے والوں سے نفرت کی جائے اور انہیں اہلِ بدعت کے نام سے پکارا جائے۔

سردار اہل حدیث نواب صدیق حسن بھوپالی کی شہادت: اب غیر مقلدین حضرات کے جدامجد اور شیخ الاسلام نواب صدیق حسن بھوپالی کی گواہی پیش کی جاتی ہے تا کہ منکرین میلاد شریف اپنے عقائد پر نظر ثانی فرماسکیں۔نواب صاحب لکھتے ہیں:-جس کو حضرت کے میلاد کا حال سن کر فرحت حاصل نہ ہو اور اس نعمت کے حصول پر خدا کا شکر کا نہ کرے وہ مسلمان ہی نہیں۔(الشمامۃ العنبر یہ ص ۱۲)

نواب صاحب مزید لکھتے ہیں:-اس میں کیا برائی ہے کہ اگر ہر روز حضرت کا ذکر نہیں کر سکتے تو ہر اسبوع یا ہر ماہ میں اس کا التزام کرلیں کہ کسی نہ کسی دن بیٹھ کر ذکر یا وعظ سیرت وولادت ووفات آنحضرت ﷺ کا کریں پھر ایام ماہ ربیع الاوّل کو بھی خالی نہ چھوڑیں۔(الشمامۃ العنبر یہ ص ۵)

الشمامۃ العنبر یہ وہ کتاب ہے جس کو دیوبندی مکتب فکر کے حکیم الامت اشرف علی تھانوی نے مستند قرار دیا ہے۔(نشر الطیب ص ۱۰)

لہذا اب دیوبندیوں اور اہل حدیث حضرات کو میلاد کا ذکر سن کر خوش بھی ہونا چاہئے کیونکہ جو خوش نہ ہو وہ مسلمان ہی نہیں اور روزانہ محفل میلاد کا انعقاد بھی کرنا چاہئے اگر روزانہ نہیں تو ہفتہ وار محفل میلاد ضرور ہونی چاہئے۔

نثار تیری چہل پہل پر ہزار عیدیں ربیع الاول
سوائے ابلیس کے جہاں میں سبھی تو خوشیاں منا رہے ہیں

محفلِ میلاد کی ابتداء: الشیخ السید علامہ محمد بن علوی مالکی خادم العلم الشریف ببلد اللہ الحرم نے (حول الاحتفال بذکری المولد النبوی الشریف ص ۱۵) میں فرماتے ہیں ﴿إِنَّ أَوَّلَ الْمُحْتَفِلِيْنَ بِالْمَوْلِدِ هُوَ صَاحِبُ الْمَوْلِدِ وَهُوَ النبيُّ ﷺ كَمَا جَاءَ في حديثِ الصَّحِيحِ﴾ سب سے پہلی محفل میلاد منعقد کرنے والے وہ صاحب میلاد نبی کریم ﷺ ہیں عَنْ أبي قتادةَ رضى الله عنه أَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ سُئِلَ عَنْ صَوْمِ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ قَالَ: ذَاكَ يَوْمٌ وُلِدْتُّ فِيْهِ وَيَوْمٌ بُعِثْتُ أَوْ أُنْزِلَ عَلَيَّ فِيْهِ۔

حضرت ابوقتادہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پیر کے روزے کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا اس دن میری پیدائش ہوئی ،اس دن مجھے مبعوث کیا گیا یا اس دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔(مسلم حدیث ۱۱۶۲ کتاب الصیام،مشکوۃ حدیث:۲۰۴۵ کتاب الصیام باب صیام التطوع)

فهذا أصح وأصرح نص في مشروعية الاحتفال بالمولد النوى الشريف .ولا يلتفت لقول من قال : إن أول من احتفل به الفاطميون لأن هذا إما جهل أو تعامى عن الحق .

یہ حدیث شریف محفل میلاد کے جواز پر سب سے زیادہ صحیح اور صریح دلیل ہے۔اُن لوگوں کی طرف التفات نہ کیا جائے جو کہتے ہیں کہ سب سے پہلے فاطمیوں نے محفل میلاد منعقد کی اس لئے کہ یہ یا تو جہالت ہے یا یا جان بوجھ کر حق سے چشم پوشی ہے۔(حول الاحتفال السید علوی مالکی ص:۱۵)

میلاد کے منکر کہتے ہیں محفل میلاد شیعوں کی بدعت ہے کیونکہ جنہوں نے اسے سب سے پہلے ایجاد کیا وہ فاطمی عبیدی تھے جو زندیق روافض عبداللہ بن سبا کی اولاد جو عبیداللہ بن میمون القداح یہودی کی طرف منسوب تھے جنہوں نے مصر میں ۳۵۷-۵۶۷ تک حکومت کی انہوں نے بہت سے دنوں میں محفلوں کی بدعت نکالی اور اُن میں سے یہ میلاد النبی ﷺ کی محفل بھی ہے۔ابن کثیر البدایہ والنہایہ ۱۱/۱۷۲

الشیخ السید علامہ محمد بن علوی مالکی صاحب فرماتے ہیں خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے (وَحَسْبِ الْمَرْجَعِ الَّذِى اَشَارُوْا اِلَيْهِ نَقُوْلُ لَكُمْ: كَذَبْتُمْ وَاللّٰهِ !! فَاِنَّنَا وَجَدْنَا مَا ادَّعَيْتُمُوْهُ عَلَى الْحَافِظِ وَمَانَقَلْتُمُوْهُ عَنْهُ اِنَّمَا هُوَ عَيْنُ الْكِذْبِ وَالْاِفْتِرَاءِ وَالتَّدْلِيْسِ وَالْخِيَانَةِ فِى النَّقْوْلِ عَنْ عُلَمَاءِ الْاُمَّةِ وَاِنْ كُنْتُمْ مُصِرِّيْنَ عَلَى ذَلِكَ فَاخْرِجُوْهُ لَنَا اِنْ كُنْتُمْ صَادِقِيْنَ واين انتم من ادعائكم بانكم ستناقشون هذه

القضية بعدل وانصاف ....)

وہ حوالہ جس کی طرف تم نے اشارہ کیا ہے ہم کہتے ہیں خدا کی قسم تم نے جھوٹ بولا ہے جس بات کا تم حافظ بن کثیر کی طرف سے دعوی کیا ہے اوران کی طرف سے نقل کرر ہے ہو ہم اُسے امت کے علماء کی عبارتیں نقل کرنے میں عین جھوٹ افتراء دھوکہ خیانت پاتے ہیں اگر تم اپنی بات پر بضد ہو تو ہم تمہیں کہتے ہیں اپنے اس حوالہ کو ثابت کرو اگر سچے ہو تمہارا دعوی کہاں گیا کہ ہم اس قضیہ میں عدل وانصاف کا دامن ہاتھ سے نہیں چھوڑیں گے آپ نے تو عدل وانصاف کا خون کرنے میں انتہاء کردی یہ تو عین تعصب اور خواہش نفس کی پیروی ہے اب ہم آپ پر کیسے اعتماد کرسکتے ہیں اے مسلمان بھائی آ میں تم کو حافظ ابن کثیر کی حقیقی رائے بتاؤ جس کو عدل وانصاف کا دعوی کرنے والے نے چھپایا ہے۔

حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں عن الملك المظفر ابو سعيد احد الاجواد والسادات الكبراء الامجاد له آثار حسنة وكان يعمل المولد الشريف فى ربيع الاول ويحتفل به احتفالا هائلا ۰۰۰۰) بزرگ اور نیک باشاہوں میں اور عظیم فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسعید مظفر بادشاہ تھے (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کیا کرتے تھے اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبّر، پرہیزگار، عادل اور عالمِ دین تھے اللہ اُن پر رحم کرے اور اُن کو عزت کا ٹھکانہ عطا فرمائے یہاں تک فرمایا وہ ہر سال محفل میلاد میں تین لاکھ دینار خرچ کیا کرتے تھے۔ مالکی صاحب فرماتے ہیں دیکھو اللہ تم پر رحم کرے حافظ ابن کثیر تو ان کی مدح و ثنا میں رطب اللسان ہیں انہوں نے تو یہ ہرگز نہیں کہا کہ وہ زندیق فاسق وفاجر بے حیائیوں کا مرتکب تھا جیسا کہ منکرین میلاد کا دعوی ہے قارئین کو چاہئے کہ وہ اس مقام کا خود مطالعہ کریں وہاں کلام اس امام جلیل کے حق میں اس سے زیادہ ہے جو میں نے ذکر کیا ہے جسے میں نے بخوف طوالت ذکر کیا ہے الامام حافظ الذہبی ,,سیر اعلام النبلاء،، ۲۲/۳۳۶ میں بادشاہ ملک ظفر کے ترجمہ میں لکھتے ہیں (كَانَ مُتَوَاضِعًا خَيْرًا سُنِّياً يُحِبُّ الْفُقَهَاءَ وَالْمُحَدِّثِيْنَ) وہ بادشاہ بڑا متواضع بہترین سنی فقہاء اور محدثین کو دوست رکھتا تھا۔ (حول الاحتفال بذكرى المولد النبوى الشريف) ص ۵۶-۶۰ (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ ص ۱۳۶-۱۳۷)

شارح مسلم علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:-

بعض علماء نے لکھا ہے کہ میلاد شریف کی ابتداء ساتویں صدی ہجری میں اربل کے بادشاہ ابوسعید مظفر نے کی ہے اور اس بات حافظ ابن کثیر کے حوالے سے بیان کیا ہے لیکن یہ صحیح نہیں ہے حافظ ابن کثیر نے البدایہ والنہایہ میں ابوسعید مظفر کا مکمل تذکرہ لکھا ہے اور بیان کیا ہے کہ وہ بڑی دھوم دھام اور شان وشوکت سے محفلِ میلاد مناتے تھے یہ نہیں لکھا کہ وہ محفل میلاد کے موجد تھے اور انہوں نے اس کی ابتداء کی ہے ہم حافظ ابن کثیر کی مکمل عبارت پیش کررہے ہیں حافظ ابن کثیر ۶۳۰ھ کے واقعات میں لکھتے ہیں:- بزرگ اور نیک باشاہوں میں اور عظیم فیاض سرداروں میں سے ایک شخص ابوسعید مظفر بادشاہ تھے (سلطان صلاح الدین ایوبی کے بہنوئی) وہ ربیع الاوّل میں میلاد شریف کیا کرتے تھے اور بہت عظیم محفل منعقد کرتے تھے اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زیرک، بہادر، مدبّر، پرہیزگار، عادل اور عالمِ دین تھے اللہ اُن پر رحم کرے اور اُن کو عزت کا ٹھکانہ عطا فرمائے شیخ ابوالخطاب ابن دحیہ نے میلاد شریف کے موضوع پر ''التنویر فی مولد البشیر النذیر،، نامی کتاب لکھی جس پر انہوں نے شیخ مذکور کو ہزار دینار انعام دیا ان کی حکومت کافی عرصہ قائم رہی عکا کا محاصرہ کرتے ہوئے واصل بحق ہوئے ان کی سیرت اور حکومت بہت عمدہ تھی۔ جو لوگ مظفر بادشاہ کی محفلِ میلاد میں شریک رہے اُن کا کہنا ہے کہ اس محفل میں پانچ ہزار بھُنی ہوئی سریاں ہوتی تھیں اور دس ہزار مرغیاں ایک لاکھ پنیر کی ٹکیاں، تیس ہزار مٹھائی کی ڈلیاں۔ اور ان کی محفل میلاد میں بہت بڑے بڑے علماء اور صوفیاء شریک ہوتے تھے ہر علاقہ اور ہر قسم کے مہمانوں کے لیے بادشاہ مذکور کا دسترخوان

کھلا رہتا تھا وہ ہر قسم کی عبادات میں صدقہ اور خیرات کرتے تھے حرمین شریفین کی عبادت پر بہت خرچ کرتے تھے۔ اُس کی بیوی ربیعہ بنت ایوب (صلاح الدین ایوبی کی بہن) کہتی ہیں کہ اُس کے جسم پر ایسی قمیص تھی جس کی قیمت پانچ درہم کے مساوی نہیں تھی میں اُسے اُس پر ملامت کی تو اُس نے کہا میرا پانچ درہم کا لباس پہننا اور باقی کا صدقہ کر دینا میرے قیمتی لباس پہننے اور فقیروں مسکینوں کو چھوڑ دینے سے بہتر ہے اور میلاد شریف کی محفل پر ہر سال تین لاکھ دینار خرچ کرتے تھے اور مہمان خانہ پر ہر سال ایک لاکھ دینار خرچ کرتے تھے۔ حرمین شریفین اور حجاز مقدس میں پانی کے انتظام پر تیس ہزار دینار خرچ کرتے تھے جو صدقات وہ خفیہ طور پر کرتے تھے ان کی تعداد اس کے علاوہ ہے اللہ تعالی بادشاہ مظفر پر رحم فرمائے (۶۳۰ھ میں) اربل کے قلعہ پر وہ فوت ہو گئے انہوں نے مکہ مکرمہ میں فوت ہونے کی وصیت کی تھی لیکن پوری نہ ہو سکی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کے جوار میں انہیں دفن کر دیا گیا۔ (شرح مسلم سعیدی ۳/ ۱۸۸-۱۹۰) (البدایہ والنہایہ ج ۱۳ص ۱۳۶-۱۳۷)

اہل اسلام کا دائمی عمل: شارح بخاری امام قسطلانی فرماتے ہیں:

وما زال اهل الاسلام يحتفلون بشهر مولده عليه السلام

نبی ﷺ کے میلاد کے مہینہ میں اہل اسلام ہمیشہ محفل میلاد منعقد کرتے ہیں دعوت کا اہتمام کرتے ہیں اور میلاد کی راتوں میں صدقہ وخیرات کرتے ہیں خوشی اور مسرت کا اظہار کرتے ہیں اور نیکیوں میں زیادتی کرتے ہیں میلاد شریف پڑھتے ہیں اور میلاد شریف کی برکات سے ان پر اللہ تعالی کا فضل عام ہوتا ہے اور محفل میلاد کے خواص میں سے یہ ہے کہ اس سال امان رہتی ہے اور مطلوب کی بشارت جلد مل جاتی ہے اللہ تعالی اُس شخص پر رحمت فرمائے جس نے میلاد شریف کے مہینہ کی راتوں کو عید بنا دیا تا کہ جن لوگوں کے دلوں میں بُغض رسالت کی بیماری ہے وہ اور بڑھ جائے۔ (مواہب اللدنیہ ج ۱ص ۲۷) علامہ قسطلانی کے حوالے سے اس عبارت کو علامہ حسین بن محمد دیار بکری نے "تاریخ الخمیس،، میں اور علامہ ابن عابدین شامی نے "شرح المولد لابن حجر،، میں شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے "ما ثبت بالسُّنۃ،، میں بیان کیا ہے۔

میلاد النبی ﷺ پر جھنڈوں کا ثبوت: رسول اللہ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: اللہ تعالی میری آنکھیں روشن کردیں حجابات اُٹھ گئے میں نے اُس وقت زمین کے مشرق ومغرب کو دیکھ لیا میں نے تین جھنڈے نصب کیے ہوئے دیکھے ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک کعبہ کی چھت پر۔ (خصائص کبری، مواہب اللدنیہ)

ے روح الامیں نے گاڑا کعبہ کی چھت پر تا عرش اُڑا پھریرا صبح شب ولادت

جب حضور ﷺ کی والدہ کی یہ شان ہے کہ مکہ میں رہ کر مشرق ومغرب کو دیکھ لیا تو اس آنے والے نور کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا جس نے رب کائنات کو دیکھا

میلاد النبی پر لائٹنگ کا قدرتی انتظام: حضرت عثمان بن ابی العاص ثقفی سے روایت ہے کہ میری والدہ بیان کرتی ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی ولادت کے وقت آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کے پاس موجود تھی گھر میں ہر طرف نور ہی نور نظر آ رہا تھا اور میں ستاروں کی طرف دیکھتی تو وہ مجھے بہت قریب نظر آتے یہاں تک کہ مجھے ایسا لگتا تھا کہ وہ مجھ پر گر پڑیں گے جب آپ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو حضرت آمنہ کے بطن سے ایک ایسا نور طلوع ہوا جس سے سارا گھر روشن ہو گیا اور ہر طرف نور ہی نور ہو گیا۔ (خصائص کبری، مواہب اللدنیہ)

جہاں تاریک تھا ظلمت کدہ تھا سخت کالا تھا کوئی پردے سے کیا نکلا کہ گھر گھر میں اُجالا تھا

حضرت عرباض بن ساریہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: وَرُؤْيَا أُمِّي الَّتِيْ رَأَتْ أَنَّهُ خَرَجَ مِنْهَا نُوْرٌ أَضَاءَتْ لَهُ قُصُوْرُ الشَّامِ. میں اپنی والدہ ماجدہ کا وہ نظارہ ہوں جو انہوں نے میری پیدائش کے وقت دیکھا تھا، ان سے ایک ایسا نور نکلا تھا جس سے اُن کے لئے شام کے محلات روشن ہو گئے تھے۔ (احمد حدیث (۱۶۷۱۲) مشکوۃ حدیث: ۵۷۵۹ کتاب الفضائل باب فضائل سید المرسلین)

سید الکونین، سیدنا و مولانا

حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

حضور مفکر اسلام علیہ الرحمہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہو نہ یہ پھول تو بلبل کا ترنم بھی نہ ہو
چمن دہر میں کلیوں کا تبسم بھی نہ ہو

یہ نہ ساقی ہو تو پھر مے بھی نہ ہو، خم بھی نہ ہو
بزم توحید بھی دنیا میں نہ ہو، تم بھی نہ ہو

خیمہ افلاک کا استادہ اسی نام سے ہے
نبضِ ہستی تپش آمادہ اسی نام سے ہے

مشائخ نقشبندیہ کے حالات قلمبند کرنے سے پہلے مدح طرازِ قلم، اس تاجدارِ ہدایت، راز دار ہدایت، سراسرارِ نہایت (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کے حضور نذرانہ عقیدت پیش کرنے کے لئے زمین ادب چومتا ہے۔

جو خلق میں اول، بعثت میں آخر، شان میں ظاہر اور حقیقت میں باطن...... جو پیغمبر انس وجاں، سرور دو جہاں، حاصل کن فکاں، مالکِ این و آں، باعثِ چنین و چناں، راحتِ خستہ دلاں، چارۂ بیچارگاں، دلیل سبیل عرفاں بلکہ خلیل جلیل رحماں ہے...... جو مہر سپہر پیمبری، ماہ سمائے دلبری، جمال چہرۂ خوبی اور کمال شان محبوبی ہے...... جو مرہم ناسورِ جگر، آرام دلہائے مضطر، عظمتِ نوعِ بشر اور مقصودِ فکر نظر ہے...... جو دافع بختِ وارثون، طبیب جراتِ دروں اور حبیب حضرت بیچوں ہے...... جو رنگ گلشن نبوت، بوئے چمن فتوت، وجود مسعودِ مغفرت، نمود وشہودِ موہبت، مفتاحِ خزائن رحمت، مصباح محافلِ عظمت، شمس فلکِ شہامت، قمر چرخ کرامت، شفیق فقیر امت، اور رفیق اسیرِ غربت ہے...... جو مجمع حسنات، منبع فیوضات، جامع البرکات، مرجع شششجہات اور مطلع تجلیات ہے...... جو مہبط وحی آسمانی، مورد آیات قرآنی، امین اسرارِ رحمانی، قاسم نعمائے ربانی، عالم علومِ عرفانی، دانائے اسرارِ نہانی ہے...... جو عین عیونِ نور، معطی البہاء والسرور، دافع البلاء والشرور اور شافع یوم النشور ہے...... جو مشعل بزمِ وفا، چراغِ خانہ صفا، جانِ جہانِ اجتباء، شاہ اقلیم اصطفےٰ، سر خیل جملہ انبیاء، مظہر شانِ کبریا ہے یعنی

احمد مصطفیٰ ، محمد مصطفیٰ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ والہ واصحابہ وازواجہ وآباۂ وامہاتہ وذریاتہ واتباعہ وبارک وسلم

نعت شریف

کان ِ عرفاں، جانِ احساں، دُر دُرجِ اصطفا
تختِ رفعت، بختِ دولت، مہرِ برجِ اجتبا

شاہِ عالم، ماہِ اعظم، نورِ انوارِ قِدَم
سرِاعلیٰ، بِرِ اسنیٰ، شمعِ جمعِ انبیاء

بدرِ ایماں، صدرِ احساں، صاحبِ فضل و کرم
روحِ رحمت، روحِ راحت، نوحِ فلکِ اہتدا

آیتِ حق، فیضِ مطلق، ہادیِ انسان و جاں
خلق پرور، خلق گستر، شافعِ روزِ جزا

شاہِ اسریٰ، ماہِ اقصیٰ، آفتابِ چرخِ قُرب
عرشِ منزل، عیش حاصل، محفل آرائے ونیٰ

نورِ رحمٰن، فضلِ یزداں، راحتِ و فرحِ جہاں　　شانِ شوکت، آنِ رفعت، منبعِ جودو عطا
شمسِ رافت، مہرِ رحمت، نیرِ برجِ شرف　　نجمِ عرفاں، رجمِ شیطاں، دافعِ شرک و بلا

کون ہے جواس محبوبِ عالی وقار کی عظمت بیان کر سکے

جوکمال ہی کمال، جمال ہی جمال۔خوبی ہی خوبی اور خیر ہی خیر ہے......جس کی ابتداء **اول ما خلق الله نوری** سے ظاہر......جس کی شانِ ظہور **یا یھا النبی انا ارسلنک شاھداً و مبشراً و نذیراً و داعیا الی الله باذنه و سراجاً منیراً** سے روشن:......جس کی عالمگیر بعثت **لیکون للعٰلمین نذیراً** سے مبرہن......جس کی سیر سخن **الذی اسریٰ بعبدہ** سے معزز......جس کا قرب **فکان قاب قوسین او ادنیٰ** کا مصداق......جس کی اطاعت **من ایطع الرسول فقد اطاع الله** سے ثابت......جس کے متبعین کو **یحببکم الله** کاوعدہ......جس کا حکم **فلا وربک لا یومنون حتیٰ یحکموک** سے نمایاں......جسکی دولت **انا اعطینک الکوثر** کی تفسیر......جس کا علم وفضل **و علمک لمالم تکن تعلم و کان فضل الله علیل عظیماً** سے عیاں......جس کا خصوصِ رافت **بالمومنین عؤف الرحیم** میں مذکور......جس کا عمومِ رحمت **و ما ارسلنک الا رحمة للعٰلمین** کا مقصود......جس کی کتاب **تبیا نا لکل شئی** سے موصوف......جس کا دستور **انا له لحافظون** سے مستند......جس کا دین **دین الحق لیظھرہ علی الدین کله** سے غالب......جس کا سینہ فیض گنجینہ **الم نشرح لک صدرک** کی شرح......اور جس ذکر **رفعنالک ذکرک** کا آئینہ دار ہے۔جو آدم (علیہ السلام) کا وسیلہ،.........نوح (علیہ السلام) کا ناخدا،.........ابراہیم (علیہ السلام) کا مقصودِ دعا،.........اسمٰعیل (علیہ السلام) کا نورِ نظر،.........موسیٰ (علیہ السلام) کا عنوانِ کلام،.........یحیٰی (علیہ السلام) کا حاصلِ مناجات،.........عیسیٰ (علیہ السلام) کا مبشر،.........اور سیدہ آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے خواب کی تعبیر ہے

جورب اکبر کا نائب اعظم،
انسان کا محسن اعظم،
رسل وملٰئکہ کا سہارا اور جگ کا داتا ہے

اس کی شان کا بیان تو ایک طرف رہا،عرفان بھی ناممکن ہے،خود فرماتے ہیں

یا ابا بکر لم یعرفنی حقیقة غیر ربی

حضرت امام بوصیری نے کیا ہی جامع اصول پیش کیا ہے

دَعَ مَا اَدعتہُ النصَریٰ فی نبیھِم　　والحکم بِما شئتَ مدحا فیه واحتکم
وانسب الی زاتیه ما شئت من شرف　　وانسب الی قد دہ ماشئت من عظیم

یعنی اے حضور اکرم ﷺ کی نعت بیان کرنے والے! عیسائیوں نے اپنے نبی (علیہ السلام) کے متعلق جو کہا، اسے چھوڑ کر باقی جو شرف و عظمت چاہے حضور کی قدر وذات سے منسوب کر لے درست ہے۔بالفاظ دگر الوہیت اور اس کے خواص تو نہیں، البتہ، ان کے بغیر حضور اکرم ﷺ تمام اخلاق عالیہ سے متخلق، تمام اوصاف حسنہ سے متصف، تمام مدارج ممکنہ پر فائز اور تمام کمالات ظاہری وباطنی سے مزین ہیں۔یہی نقطہ نظر برصغیر کے سب سے پہلے عظیم عالم حدیث وفقہ وتصوف، شیخ محمد عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ کا ہے، وہ فرماتے ہیں۔

مخواں اوراخدااز بہر حفظ شرع و پاس دیں　　دگر ہر وصف کش می خواہی، اندر مدحش املا کن

حققت یہ ہے کہ اللہ ذوالجلال والاکرام اپنے رب ہونے میں لاشریک ہے اور یہ مربوب ہونے میں شرکت غیر سے پاک ہیں۔(علماء نے

یہ نکتہ قرآن کے لفظ ربک سے بھی اخذ کیا ہے۔)

عن شریک فی محاسنه !! فجو هر الحسن فیه غیر منقسم

مجدد مائتہ حاضرہ حضرت مولنا شاہ احمد رضا خاں بریلوی حضور اکرم نور مجسم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

خالق کل الورٰی ربک لا غیره !! نورک اصل الوری غیرک لم لیس ،لن

یاد رہے کہ عالم ارواح میں حضور ﷺ کا، سب سے پہلے عدم سے وجود میں آنا، خلقت ہے اور اس دنیا میں سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کے گھر زنیت بخشا ولادت ہے۔ آپ کی خلقت وولادت کے متعلق، شیخ مجدد الف ثانی فرماتے ہیں۔

بایددانست کہ خلیق محمدی دررنگ سائر خلق افراد انسانی نیست بلکہ بخلق ہیچ فردے از افراد

اے خدا: شرع ودین کی محافظت کا تقاضا ہے کہ انہیں ہرگز خدا نہ کہو، ہاں اس کے علاوہ جو وصف بھی چاہو، ان کی مدح وثنا میں بیان کردو۔

۲۔ ترجمہ: وہ اپنی خوبیوں میں شریک سے پاک ہیں سوان میں جو حسن کا جوہر ہے نا قابل تقسیم ہے۔

۳۔ ترجمہ وتشریح: یارسول اللہ! آپ کا رب، ساری مخلوق کا خالق ہے اور اس کے سوا ایسا کوئی نہیں۔ آپ کا نور اصل مخلوق ہے اور آپ کے بغیر، نہ تھا، نہ ہے، اور نہ ہوگا، حاجی امداد اللہ مہاجر مکی فرماتے ہیں۔

ذات احمد ہے وہ بحر بیکراں جس کا اک قطرہ ہے یہ کون ومکاں

عالم مناسب ندارد کہ اوو ﷺ باوجود نشاء عنصری از نور حق جل وعلا مخلوق گشتہ کما قال علیہ الصلوۃ والسلام خلقت من نور اللہ ودیگراں راایں دولت میسر نشدہ است۔

ترجمہ: جاننا چاہیے کہ حضور نبی کریم ﷺ کی پیدائش دوسرے افراد انسانی کی پیدائش کی طرح نہیں ہے۔ بلکہ جہاں کے تمام افراد میں سے کسی فرد کے ساتھ آپ کی پیدائش اور وجود انور مناسبت نہیں رکھتا، کیونکہ حضور ﷺ جسم عنصری رکھنے کے باوجود حق تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوئے ہیں جیسا کہ سرکار نے خود فرمایا ہے' میں اللہ تعالیٰ کے نور سے پیدا ہوا ہوں' اور دوسروں کو یہ دولت میسر نہیں ہوئی۔

یہ خلقت کا ذکر تھا، اب ولادت کا سنئے، اس مکتوب میں لکھتے ہیں۔

نور یست کہ درنشاء عنصری بعد از انصباب بارحام متکثرہ بمقتضائے حکم ومصالح بصورت انسانی کہ احسن تقویم است ظہور نمودہ است ومسمی بمحمد واحمد شاہ (مکتوب)۔

ترجمہ: آنحضرت صلے اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک نور ہیں جو (عالم اجسام میں پاک) پشتوں سے (پاک) رحموں میں منتقل ہوتے رہے ہیں اور حکمتوں اور مصلحتوں کے مطابق انسانی صورت میں جو کہ بہترین صورت ہے ظہور فرما کر محمد اور احمد (جیسے مبارک) ناموں سے موسوم ہوئے۔

مختصر سوانحی خاکہ: ولادت باسعادت ۱۲ ربیع الاول (عام الفیل) روز دوشنبہ صبح صادق (بمطابق ۵۶۷۵ طوفان نوح ۲۶۵۸ ابراہیمی، ۸۸۶ سکندری ۲۶۸ بکرمی شمسی ۵۷۱ عیسوی) مقام ولادت ام القری مکہ معظمہ، والد سیدنا عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ حضور بطن مادر ہی میں تھے کہ آپ کے والد ماجد فوت ہوگئے۔

عمر شریف ۵ سال ۔ والدہ ماجدہ سیدہ آمنہ رضی اللہ عنہا کی وفات۔

عمر شریف ۸ سال ۔ جد امجد سیدنا عبدالمطلب رضی اللہ عنہ کا وصال۔

عمر شریف ۱۲ سال پہلا سفر شام اور بحیرا راہب کا اقرار نبوت عمر شریف، ۱۴ سال حرب فجار
عمر شریف ۲۵ سال ۔دوسرا سفر شام اور نسطورا راہب کی ختم نبوت پر شہادت، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح۔
عمر شریف ۳۵ سال تعمیر کعبہ میں نصب حجر اسود کے بارے میں فیصلہ۔لوگ، عظمت کردار کے پیش نظر حضور کو 'الامین' اور 'الصادق' کہتے تھے
عمر شریف ۴۰ سال ظہور نبوت اولین مومنین حضرت سیدنا صدیق اکبر، حضرت سیدہ خدیجہ الکبری، حضرت علی المرتضے، حضرت زید بن حارثہ، حضرت بلال، رضی اللہ تعالی عنہم،

۴ نبوی۔علانیہ تبلیغ۔قریش کی ایذارسانی کے سنگین مظاہرے۔

۵ نبوی۔پہلی ہجرت حبشہ، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اور حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا بنت رسول اللہ ﷺ نے ہجرت فرمائی۔کل مہاجرین ۱۱ مرد ۴ عورتیں۔

۶ نبوی حضرت سیدنا حمزہ رضی اللہ عنہ اور تین دن بعد حضرت سیدنا عمر رضی اللہ تعالی عنہ کا قبول اسلام، کعبہ میں نماز پڑھی گئی، دوسری ہجرت حبشہ (۸۳ مرد اور ۱۸ عورتیں)

۷ تا ۱۰ نبوی شعب ابی طالب اور قریش کا مقاطعہ

۱۱ نبوی سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اور جناب ابوطالب کی وفات، سفر طائف اور اہل طائف کی ناقدرشناسی۔

۱۲ نبوی ۲۷ رجب معراج شریف اور پانچ نمازوں کی فرضیت، بیعت عقبہ اولیٰ ۱۲ مدنی مسلمان ہوئے۔

۱۳ نبوی بیعت عقبہ ثانیہ، انصار کے ۷۳ مرد اور ۲ عورتیں بیعت ہوئیں۔۲۷ صفر شب جمعہ سفر ہجرت کا آغاز۔

۱ ہجری یکم ربیع الاول شریف کو غار ثور سے باہر تشریف لائے۔۱۲ ربیع الاول کو قبا میں ورود مسعود۔یثرب، مدینۃ الرسول بن گیا۔آپ کے میزبان مدینہ منورہ میں حضرت ابوایوب انصاری بنے۔مسجد نبوی، حجرات امہات المومنین اور مہاجرین کے مکانات کی تعمیر۔

۲ ھ اذان کا حکم ہوا۔بیت المقدس کی بجائے کعبہ مکرمہ قبلہ قرار پایا۔رمضان المبارک کے روزوں کی فرضیت۔جنگ بدر۔

۳ ھ زکوٰۃ کی فرضیت۔غزوہ احد (سید الشہداء حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت)

۴ ھ حرمت شراب کا حکم۔

۵ ھ آیت حجاب نازل ہوئی۔شوال میں غزوہ خندق ہوا۔

۶ ھ صلح حدیبیہ اور مختلف بادشاہوں کو دعوت اسلام۔

۷ ھ غزوہ خیبر۔نجد، غسان اور شام کے حاکموں کا قبول اسلام۔

۸ ھ میں فتح مکہ و غزوہ حنین۔عکرمہ بن ابوجہل مسلمان ہوئے۔

۹ ھ رجب میں غزوہ تبوک۔فرضیت حج۔عدی بن حاتم، اکیدر والی دومۃ الجندل، ذی الکلاع بادشاہ حمیر مسلمان ہوئے۔

۱۱ ھ ربیع الاول شریف میں وصال۔حجرہ عائشہ ابدی آرامگاہ اور کائنات کی راجدھانی۔

مسئلہ حیات النبی ﷺ:

احادیث شریفہ کی صراحت کے تحت تمام انبیاء علیہم السلام اپنی قبور میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔مثلاً فرمایا

۱۔ الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون (شرح صدر) انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

۲۔ ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء (ابن ماجہ) بے شک اللہ تعالیٰ نے زمین پر حرام کردیا ہے کہ نبیوں کے جسم کو کھائے۔اور ہمارے آقا و مولا ﷺ تو جانِ حیات اور مدارِ حیات ہیں۔عالم برزخ میں حضور علیہ السلام کے اشغال یہ ہیں

النظر فی اعمال امته و الا ستغفار لهم من السیّات و الدعاءُ بِکَشْفِ البلاءِ و التردو فی اقطار الارضِ لحلومِ البرکةِ فیها و حضور جنازةَ من م؟ ت من صالحی امته فان هذه الامور من جمله اشغاله فی البرزخ کما وردتُ بذالکَ الاحادیثُ و الآثارِ (انتباہ الاذکیاء فی حیات الدنیا از امام سیوطی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ)

ترجمہ: اپنی امت کے اعمال کو دیکھنا اوران کے گناہوں کی بخشش طلب کرنا اوران سے بلا دور کرنے کی دعا کرنا اور اقطار زمین میں حلولِ برکت کے لئے تشریف لے جانا اور صالحین امت کے جنازے کو شرکت سے نوازنا۔بیشک یہ امر برزخ میں حضور (ﷺ) کے اشغال میں سے ہیں جیسا کہ احادیث و آثار میں وارد ہے۔

ازواجِ مطہرات: ا۔حضرت خدیجہ ۲۔حضرت سودہ۔ ۳۔حضرت عائشہ صدیقہ۔ ۴۔حضرت حفصہ بنت فاروق۔ ۵۔حضرت زینب بنت خزیمہ۔ ۶۔حضرت ام سلمہ، ۷۔حضرت زینب بنت جحش۔ ۸۔حضرت جریرہ۔ ۹۔ حضرت امِ حبیبہ بنت ابو سفیان۔ ۱۰۔حضرت میمونہ۔ ۱۱۔حضرت صفیہ۔ حضرت ماریہ قبطیہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہن)

صاحبزادے: ا۔حضرت قاسم۔ ۲۔حضرت عبداللہ (ان کا لقب طیب و طاہر تھا)۔ ۳۔حضرت ابراہیم۔(علیہم الرضوان)

صاحبزادیاں: ا۔حضرت زینب۔ ۲۔حضرت رقیہ۔ ۳۔حضرت امِ کلثوم ۴۔حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہن۔

چند ارشادات: حصول برکت کے لئے یہاں صرف چند احادیث مبارکہ کا ترجمہ پیش کیا جاتا ہے۔رب تعالیٰ اپنے محبوبِ علیم رؤف رحیم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے طفیل عمل پیرا ہونے کی توفیق بخشے۔(آمین)

(۱)......تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ (۲)...... جب صبح ہوتی ہے تمام اعضاء زبان کی خوشامد کرتے ہیں کہ دیکھ اے زبان ہمارے لئے خدا سے ڈر اگر تو سیدھی رہی تو ہم بھی سیدھے رہیں گے اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی تو ہماری بری گت ہوگی۔(۳)...... حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فرمایا 'جب تجھے بھوک لگے تو ایک روٹی اور ایک پیالہ پانی پر کفایت کر اور دنیا پر لات مار'(۴)......'میں اپنی امت کے بارے میں کسی چیز سے اتنا نہیں ڈرتا جتنا چھوٹے شرک سے'پوچھا گیا 'وہ کیا ہے' فرمایا 'ریا ہے'۔(۵)......فرمایا 'کیا سبب ہے کہ میں تم میں عبادت کی حلاوت و چاشنی نہیں پاتا'۔ عرض کیا گیا 'عبادت کی حلاوت و چاشنی کیا ہے'۔فرمایا 'وہ (حلاوت) تواضع اور خاکساری ہے'۔۶......تم میں سے عاقل و دانا وہ شخص ہے جس کے دل میں خوفِ خدا ہو۔(۷)...... حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے فرمایا 'اگر تمہیں کل قیامت کے روز مجھے ملنا منظور ہے تو درویشوں اور فقیروں کی مانند زندگی بسر کرو اور تونگروں کے ساتھ بیٹھنے سے پرہیز کرو اور جب تک پیرہن کو پیوند نہ لگے بدن سے نہ اتارو'(۸)......تمام انسان مردہ ہیں اور ذاکر زندہ ہیں۔(۹)......میری امت میں سب سے بہتر وہ ہے جو قرآن سیکھے اور لوگوں کو سکھائے۔(۱۰)......سخاوت ایک درخت ہے بہشت میں، اس درخت کی شاخیں دنیا میں لٹکی ہوئی ہیں، اب (یہاں) جو سخی ہوگا، اس درخت کی ڈالیوں میں سے ایک ڈالی پکڑے گا وہ ڈالی اسے جنت میں لے جائے گی۔(۱۱)......لوگ کئی طرح کے ہوتے ہیں، بعض کو دیر میں غصہ آتا ہے اور جلدی فنا ہو جاتا ہے اور بعض کو جلدی غصہ آتا ہے اور جلدی فنا ہو جاتا ہے اور بعض کو جلدی غصہ آتا ہے اور فنا ہونے کا نام نہیں لیتا، لیکن سب سے بہتر وہ آدمی ہے جو دیر میں خفا ہو اور جلدی معاف کردے۔

......☆☆......

حضور نبی کریم ﷺ کی

''یتیموں پر شفقت''

جناب حافظ محمد سعد اللہ صاحب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہر انسانی معاشرے میں ایک انتہائی کمزور اور بے یار و مددگار طبقہ یتیم بچوں کا بھی ہوتا ہے جن کے آباء کا سایہ سر سے اٹھ چکا ہوتا ہے۔ نبی رحمت ﷺ کی بعثت سے قبل یہ طبقہ انتہائی مظلوم تھا۔ یتیم بچے چونکہ بچے ہوتے تھے اپنے نفع و نقصان کو نہیں سمجھ پاتے تھے اس لئے باپ کے انتقال کے بعد جو لوگ ان سے سرپرست یا ولی بنتے وہ یتیم بچوں کا مال کھا جاتے۔ اپنے ناقص مال کو یتیم بچوں کے عمدہ مال سے تبدیل کر لیتے۔ یتیم کے مال کے نظم و نسق کے صلے میں بہت زیادہ مال رکھ لیتے یتیم بچیوں سے نکاح کرتے مگر ان کے حقوق ادا نہ کرتے اور نہ ان سے انصاف کرتے۔ یتیم بچوں کو نہ خود کھلاتے اور نہ کسی دوسرے کو اس کی ترغیب دلاتے یتیم پر شفقت و رحم اور اس کی تکریم کی بجائے اس کی توہین کرتے نبی رحمت ﷺ جس دین رحمت اور کتاب رحمت کو لائے تھے اس میں یتیموں کے ساتھ ہمدردی ان کی خیر خواہی اور ان کے ساتھ حسن سلوک کی تفصیلی ہدایات دی گئیں۔ ان ساری ہدایات کی یہاں گنجائش نہیں۔ مختصر یہ کہ یتیم کے مال ہڑپ کرنے کو قرآن نے بہت بڑا گناہ اور پیٹ میں آگ بھرنے کے مترادف قرار دیا ہے۔

☆......نیز جگہ جگہ ان کی مالی خدمت اور حقوق پورے کرنے پر زور دیا۔ قرآن نے صرف یتیم کی مالی اور مادی امداد پر ہی نہ ابھارا بلکہ ذہنی طور پر اور دل کی اتھاہ گہرائیوں سے ان کے احترام و اکرام کا حکم دیا تا کہ ان میں کسی قسم کا احساس کمتری نہ پیدا ہونے پائے۔ اس سے بڑھ کر یتیم کو کیا درجہ دیا جا سکتا ہے کہ اس کی توہین کرنے اور از راہ حقارت اسے دھکے دینے کو قرآن نے ''دین کی تکذیب قرار دیا۔

☆......اللہ کریم نے نبی رحمت ﷺ کو چونکہ ساری دنیا کے یتیموں کا والی اور فریاد رس بنانا تھا شاید اسی لئے آپ ﷺ کو یتیم پیدا کیا گیا اور سب سے پہلے آپ کو یتیمی کی خار دار وادی سے گزارا گیا۔ ایک تو آپ ﷺ جبلی و طبعی طور پر سراسر رحمت و رافت تھے دوسرے یتیمی کی راہ سے عملاً گزرنے پر اس مظلوم اور بے یار و مددگار طبقہ کی تکالیف اور مصائب کا مزید احساس ہو گیا تھا۔ اللہ کریم نے آنجناب ﷺ کو آپ ﷺ کی یتیمی بے سروسامانی اور غربت و افلاس کا زمانہ یاد دلاتے ہوئے ان غریب یتیموں اور ضرورت مند سائلوں کے ساتھ حسن سلوک اور مدارات کا حکم دیا۔

الم یجدک یتیماً فاوی O...... ووجدک عائلاً فاغنیٰ Oفاما الیتیم فلا تقهر Oواما السائل فلا تنهر O

(سورۃ والضحیٰ) ترجمہ: (کیا اللہ نے آپ ﷺ کو یتیم نہیں پایا پھر اس نے آپ ﷺ کو ٹھکانا دیا۔ اور اس نے آپ کو نادار پایا تو مالدار بنا دیا۔ تو آپ ﷺ بھی یتیم پر سختی نہ کیجئے۔ اور سائل کو نہ جھڑکئے)

اس لئے آپ ﷺ نے اللہ کی اس نعمت کا شکر ادا کرتے ہوئے ہمیشہ یتیم بچوں کے سر پر دست شفقت رکھا۔ باپ سے بڑھ کر انہیں پیار

دیااور کبھی انہیں محرومی کا احساس نہ ہونے دیا۔ آپ ﷺ تو سارے مومنین کے واسطے بمنزلہ باپ کے تھے بھلا یتیم اور لاوارث بچوں کیلئے کیوں نہ ایک رحیم اور شفیق باپ کا کردار ادا فرماتے۔

سورۃ الاحزاب کی آیت نمبر ۶" النبی اولیٰ بالمومنین من انفسھم " الخ کے تحت علامہ آلوسی اور قرطبی وغیرہ نے بخاری کے حوالے سے یہ لکھا ہے کہ جب فتوحات ہونے لگیں اور بیت المال میں مال غنیمت آنے لگا تو آپ نے مذکورہ آیت کا حوالہ دیتے ہوئے اعلان عام فرمایا:

من مات وترک ما لافلیرثه عصبته من کانوا فان ترک دینا او ضیاعا ! فلیا تنی فانا مولاه (۳)

(جو مومن بھی مال چھوڑ کر مرے گا اس کے وارث اس کے عصبہ (قریبی رشتہ دار) ہوں گے جو کوئی بھی ہوں گے اور اگر وہ اپنے ذمہ دین (قرض) چھوڑ کر مرا یا بچے چھوڑ کر مرا تو ہو دین اور یتیم بچے میرے ذمہ۔ میں ہی ان کا والی ہوں گا)

صحیفہ ھمام بن منبہ کے الفاظ ہیں۔

فایکم ترک دینا او ضیعة فادعونی فانی ولیه (الخ:۴)

(تم میں سے جو آدمی دین یا چھوٹے بچے چھوڑ کر مر جائے تو مجھے بلاؤ (اطلاع کرو) بیشک دین اور بچیوں کے معاملے میں میں اس کا ولی ہوں۔ اور اگر مال چھوڑ کر مرا ہے تو وہ اس کے قریبی رشتہ داروں کا ہے۔)

حضور ﷺ کا یہ اعلان آج کے کسی مطلب پرست خودغرض ابن الوقت اور مصنوعی غرخواہ سیاستدان کا نہ تھا۔ جو ووٹ کی خاطر دوران الیکشن طرح طرح کے سبز باغ دکھاتا اور پرکشش وعدے اور اعلان کرتا ہے۔ جب غریب کے ووٹ سے اسمبلی میں پہنچ جاتا ہے تو اس کے بعد اس منافق اور مفاد پرست کی حالت کچھ یوں ہوتی ہے کہ تو کون اور میں کون۔ مندرجہ بالا اعلان یا بیان اس لجپال غریب نواز اور یتیم پرور رسول ﷺ کا تھا جو زبانی دعووں کا نہیں بلکہ عمل اور صرف عمل کا قائل تھا۔ وہ ایک فیصد کہتا تھا اور سو فیصد بلکہ اس سے بھی زیادہ اس پر عمل کرتا تھا۔ آپ ﷺ کی یتیموں پر یہ بے مثال شفقت کوئی مدنی زندگی کے ساتھ خاص نہیں۔ بلکہ یتیموں بے واؤں بے سہارا اور بے آسرا لوگوں کی ہمدردی و غمخواری شروع سے آپ ﷺ کی پہچان تھی۔ پہچان ہی نہیں آپ ﷺ کی طبیعت ثانیہ تھی۔ سیدہ خدیجہ نے ابتدائی وحی میں یہی بات کہہ کر آپ کو تسلی دی تھی کہ اللہ آپ ﷺ کو ضائع نہیں فرمائے گا۔ کیونکہ

تحمل الکل و تکسب المعوم (الخ (بخاری:۱:۳:باب بدء الوحی))

(آپ ﷺ بے یارومددگار اور بے سہاروں کا بوجھ اٹھاتے اور ناداروں کو کما کر عنایت فرماتے ہیں۔)

اور پھر آپ ﷺ کی اس یتیم پروری اور بے یارومددگار لوگوں کی دادرسی کی عام اور پرانی عادت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے آپ کے چچا خواجہ ابوطالب نے ایک طویل قصیدہ میں آپ ﷺ کو یوں خراج عقیدت پیش کیا تھا۔

وابیض یستسقی الغمام بوجھه

ثمال الیتامی عصمة للارامل

وہ گورے مکھڑے والا جس کے روئے زیبا کے واسطے سے ابر رحمت کی دعائیں مانگی جاتی ہیں۔ وہ یتیموں کا ماویٰ و ملجا اور فریادرس وہ بیواؤں اور مساکین کا سرپرست اور حامی و محافظ

یتیم پروری کی نفسیاتی ترغیب: آنجناب ﷺ نے خود بھی یتیموں کی تربیت فرمائی اور ان کا باپ بن کر دکھایا (جس کی چند مثالیں آگے

آرہی ہیں) ساتھ ہی اپنے ماننے والوں کو بھی بڑے موثر اور دلکش پیرائے میں یتیم پروری کی تعلیم وتلقین فرمائی اور ترغیب دی۔ اس سلسلے کی ساری پیغمبرانہ تعلیمات کا ذکر تو یہاں باعث طوالت ہوگا البتہ چند ایک احادیث کا ذکر نامناسب نہیں ہوگا۔

آپ ﷺ نے یتیم پروری کا شوق دلاتے ہوئے فرمایا:

خير بيت في المسلمين بيت فيه يتيم يحسن اليه و شربيت المسلمين بيت فيه يتيم يساء اليه(٥)

(مسلمانوں میں بہترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیر کفالت ہو جس کے ساتھ اچھا سلوک کیا جاتا ہو اور مسلمانوں کا بدترین گھرانہ وہ ہے جس میں کوئی یتیم (زیر کفالت) ہو مگر اس کے ساتھ بدسلوکی کی جاتی ہو۔

کفالت پر معیت نبوی کی بشارت اور اس کی توجیہ: ایک اور حدیث میں حضور ﷺ نے یتیم کی کفالت کا وہ درجہ اور وہ اجر وثواب بیان فرمایا ہے جو نہ نماز میں ہے نہ روزے میں، نہ زکوٰۃ میں نہ حج میں نہ جہاد میں اور نہ کسی دوسرے عمل میں فرمایا۔

انا و كافل اليتيم كها تين في الجنة(٦)

(میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے اور برابر ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ہیں۔ (اور پھر دو انگلیوں کو ملا کر دکھایا)

ایک یتیم بچے کی کفالت پر ایک تو جنت کی ضمانت دوسرے جنت میں سید الاولین والآخرین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین شفیع المذنبین علیہ التحیۃ والتسلیم کی معیت کی بشارت اور معیت بھی برابر کی معیت بظاہر بڑی مشکل سی بات لگتی ہے۔ نماز روزے حج زکوٰۃ، وظائف وتسبیحات اور نوافل وغیرہ پر اتنی بڑی ضمانت اور بشارت کم از کم مجھے کہیں نظر نہیں آئی۔ ادھر نبوت کی زبان حق ترجمان سے نکلی ہوئی یہ بات العیاذ باللہ غلط بھی نہیں ہو سکتی تو اس کی توجیہہ کیا ہے حکیم ترمذیؒ نے نوادر الاصول میں جو اس کی توجیہ کی ہے وہ دل کو لگتی ہے۔ فرماتے ہیں اجر وثواب میں سارے اعمال سے کفالت یتیم کے بڑھ جانے کی وجہ یہ ہے کہ یتیم اپنے باپ کے انتقال کے بعد اس کی طبعی محبت، لطف وعنایت اور اس کی حفاظت ونگرانی سے محروم ہوگیا ہے اور اب اللہ تعالیٰ اس کے سارے امور کا ولی ہے جو اسباب کی دنیا میں اسباب کے ذریعے ہی اس کے جملہ امور سرانجام دیتا ہے چنانچہ وہ یتیم کے ذریعے اپنے بندوں کا امتحان لیتا اور دیکھتا ہے کہ کون اس کا ولی وسرپرست بنتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے بارگاہ الٰہی میں سوال کیا اے پروردگار عالم! تو بچے کے والدین کو وفات دے دیتا ہے جبکہ بچے کا کوئی پرسان حال نہیں ہوتا اور بیچارے کو یوں ہی بے یار ومددگار چھوڑ دیتا ہے۔ تیری یہ بے نیازی عقل وقیاس سے بالاتر ہے۔ باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: اے موسیٰ کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں خود اس کا کفیل ہوں۔ اس طرح یتیم کا کفیل خود خالق کائنات ہوا کیونکہ اسی نے اس کے دنیاوی اسباب کو منقطع کیا ہے۔ تو اب جو آدمی یتیم کی کفالت کی طرف ہاتھ بڑھاتا ہے تو گویا وہ اللہ کی طرف سے کفالت کا یہ کام کر رہا ہے نہ کہ اپنی طرف سے جیسا کہ انبیاء علیہم السلام اللہ تعالیٰ کی طرف سے کام کرتے ہیں یعنی اس کی مخلوق تک اس کا پیغام پہنچاتے ہیں اور جو آدمی یتیم کی کفالت کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس کام کو سرانجام دیتا ہے، جس کی ذمہ داری خود اللہ کریم پر تھی۔ تو اس اعتبار سے وہ بھی اسی درجے پر آ گیا جسمیں انبیاء علیہم السلام ہیں اور ان کے قریب ہوگیا۔ پھر ظاہر ہے جنت میں کوئی ایسا مقام نہیں جو اس مقام سے زیادہ پرامن پرانوار پاکیزہ ترین اور پرمسرت ہو جس میں انبیاء علیہم السلام ہوں گے۔ جب یتیم کے کفیل کو مقام انبیاء کا قرب مل گیا تو معلوم ہوا کہ یتیم کی کفالت سے بڑی سعادت کون ہو سکتی ہے۔(۷)

سبحان اللہ! کسی یتیم کی کفالت کتنی بڑی چیز اور کتنی بڑی سعادت ہے۔ صاحب ثروت لوگ جہاں اپنے بچوں پر لاکھوں روپیہ خرچ

کرتے ہیں۔ وہاں اگر کسی ایک یتیم بچے کی بھی صحیح تعلیم وتربیت کرکے اسے اپنے پاؤں پر کھڑا کردیں تو جنت میں ان کیلئے معیت نبوی کی کتنی بڑی خوشخبری ہے۔

یتیم اورغریب پروری پرامام غزالی کی تنبیہ: ہمارے معاشرے کا ''ٹرینڈ'' کچھ اس طرح کا ہوگیا ہے کہ مساجد مدارس اور درباروں پر تو بڑے کھلے دل سے پیسہ خرچ کرتے ہیں حالانکہ ان چیزوں کی زائد از ضرورت تعمیر اور نقش ونگار کی بجائے اگر کسی غریب مسکین اور یتیم کی ''تعمیر'' کر دی جائے تو یہ چیز عنداللہ زیادہ درجہ رکھتی ہے۔ امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی چیز کا ذکر کرتے ہوئے لکھا ہے کہ بعض لوگ اپنے پڑوس میں ضرورت مندوں کو چھوڑ کر مساجد تعمیر کرانا بڑی نیکی تصور کرتے ہیں حالانکہ

صرف المال الیهم اهم و افضل و الیٰ من الصرف الیٰ بناء المساجد و زینتها(۸)

(ضرورت مندوں اور فقراء پر پیسہ خرچ کرنا زیادہ ضروری افضل اور اولیٰ ہے مساجد اور ان کی زینت پر پیسہ خرچ کرنے سے)

ہمارے سرمایہ دار اور صاحب حیثیت لوگ ہر سال حج اور عمرہ پر عمرہ کرنے کو بہت بڑی نیکی تصور کرتے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ حج اور عمرہ بہت بڑی سعادت اور نیکی ہے مگر یہ اسی وقت ہے جب آپ کی برادری میں آپ کے پڑوس میں اور آپ کے شہر میں کوئی حاجت مند اور ضرورت مند نہ ہو ورنہ حج کا پیسہ اخلاص نیت سے کسی غریب مسکین اور یتیم پر خرچ کرنا حج سے کہیں زیادہ ثواب رکھتا ہے اور یہ ایسا ثواب ہے جو یقینی ہے جبکہ حج یا دیگر عبادات کی قبولیت یقین کے درجے میں نہیں۔

امام غزالی نے لکھا ہے کہ ایک آدمی حضرت بشر بن حارث (معروف صوفی) کو الوداعی سلام کہنے آیا اور کہا حضرت! میں حج پر جارہا ہوں مجھے کوئی وصیت یا نصیحت فرمایئے۔ انہوں نے پوچھا تو نے حج پر خرچ کیلئے کتنا پیسہ اکٹھا کیا ہے اس نے کہا دو ہزار درہم۔ پھر آپ ﷺ نے پوچھا تیرا حج سے مقصود کیا ہے اس نے کہا اللہ کی خوشنودی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر اللہ کی خوشنودی تجھے گھر بیٹھے بٹھائے مل جائے سفر کی مشقتوں سے بھی بچ جائے اور پھر اللہ کی خوشنودی ہو بھی یقینی تو کیا تو ایسا کرے گا۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اچھا جا اور یہ پیسہ کسی مقروض کسی فقیر، کسی عیالدار آدمی، یا کسی یتیم پر خرچ کرکے اس کے دل کو خوش کردے۔

فان ادخالک السرور علی قلب المسلم واغاثة اللهفان و کشف لاضر و اعانة الضعیف افضل من ماة حجة الاسلام(۹)

(کیونکہ تیرا کسی مسلمان آدمی کے دل کو خوش کرنا کسی غم زدہ کی امداد کرنا کسی کی تکلیف رفع کردینا یا کسی کمزور آدمی کی اعانت کرنا سو نفل حجوں سے افضل ہے)

ٹھیک کہا ہے ایک صوفی نے

دل بدست آور کہ حج اکبر است
از ہزاراں کعبہ یک دل بہتر است

خیر بات تھوڑی سی دور نکل گئی۔ بات ہو رہی تھی یتیم پروری کے سلسلے میں تعلیمات نبوی کی۔ آپ ﷺ کی مخلصانہ تعلیمات ہدایات اور نمونہ عمل سے یتیموں کے دن پھر گئے ان کیلئے زندگی کا موسم بہار آ گیا۔

حضور ﷺ کی ان تعلیمات اور یتیموں کے ساتھ حضور ﷺ کے مشفقانہ ذاتی برتاؤ نے عربوں کی کایا پلٹ کر رکھ دی۔

وہ بجلی کا کڑکا تھا یا صوت ہادی
عرب کی زمیں جس نے ساری ہلادی

وہی دل جواب تک بیکس یتیموں کیلئے پتھر سے بھی زیادہ سخت تھے، موم سے بھی زیادہ نرم ہو گئے۔ ہر صحابی کا گھر ایک مستقل یتیم خانہ بن گیا۔ ایک ایک یتیم کی پرورش کیلئے کئی کئی ہاتھ بڑھنے لگے اور ہر ایک اس کی کفالت اور پرورش کیلئے اپنی آغوش محبت پیش کرنے لگا۔

بشیر بن عقبہ کی یتیمی اور حضور ﷺ کا باپ بننا: اب ذرا! آیئے یتیم پروری کے سلسلے میں حضور ﷺ کے ذاتی عمل اور نمونہ کی طرف اور دیکھئے کہ کس محبت اور شفقت سے آپ ﷺ نے یتیموں کی پرورش اور کفالت فرمائی۔ حافظ نورالدین ہیثمی کی مجمع الزوائد میں ہے:

بشیر بن عقبہ الجہنیؓ کہتے ہیں: میں غزوہ احد کے دن حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور پوچھا یا رسول اللہ! میرے باپ کا کیا ہوا آپ ﷺ نے فرمایا ''انہوں نے جام شہادت نوش کر لیا ہے اللہ ان پر اپنی رحمتیں اور برکتیں نازل فرمائے۔''

یہ سن کر میں رونے لگا تو حضور اکرم ﷺ نے مجھے پکڑا میرے سر پر دست شفقت پھیرا اور مجھے اپنے ساتھ سوار کر لیا۔ پھر فرمایا:

اما ترضی ان اکون انا ابوک و تکون عائشة امک (رواہ البزاد:۱۰)

(اے بشیر!) کیا تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ اور سیدہ عائشہ تیری ماں ہوں۔

بشیر! تیرے مقدر پر قربان۔ تیرا باپ شہید کیا ہوا وہ ترے بخت جگا گیا اور تیری قسمت کو چار چاند لگا گیا۔ تمہیں دنیا بھر کے یتیموں کے والی کی براہ براست نگرانی میں آنے کی سعادت مل گئی۔ اس کے بعد یتیم بشیر کے ساتھ حضور ﷺ کا کیا رویہ رہا اس سے حدیث خاموش ہے مگر عقل مانتی ہے کہ اس لجپال نبی ﷺ نے یقیناً اسے لاڈ پیار سے پالا ہوگا اور اس کی جملہ ضروریات کو فراہم کرتے رہے ہوں گے کیونکہ یتیموں بے سہاروں اور لاوارثوں کے ساتھ ہمدردی اور غمخواری کے معاملے میں میرا محبوب عمل کا قائل نہ تھا کہ صرف تقریر کا۔

عید کے دن ایک یتیم کی دلداری: اسی قسم کا ایک اور واقعہ جو مجھے اگرچہ کسی حدیث یا سیرت کی کتاب میں تو ابھی تک نظر نہیں آیا تاہم عربی ادب کی ایک معروف کتاب ''القلیوبی'' جو اکثر عربی مدارس میں داخل نصاب ہے اور جس کو عملاً عرصہ دراز سے پڑھتے پڑھاتے آرہے ہیں۔ اس لئے غالب گمان یہی ہے کہ اس کی کوئی نہ کوئی حاصل ضرور ہوگی اگرچہ میرے عمل میں نہیں۔ چنانچہ اس میں ہے کہ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ نماز عید کیلئے نکلے تو آپ ﷺ نے دیکھا کہ سب بچے کھیل رہے ہیں مگر ان میں ایک بچہ ایک طرف بیٹھا رو رہا ہے اور اس کے کپڑے بھی پھٹے پرانے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس بچے سے فرمایا: بیٹا کیا بات ہے تو رو رہا ہے اور بچوں کے ساتھ کھیلتا نہیں غالباً بچہ نہیں جانتا ہوگا کہ اس کے مخاطب نبی اکرم ﷺ ہیں۔ یا پریشانی کی وجہ سے پہچان سکا ہوگا اسلیے اس نے کہا: صاحب! مجھے میرے حال پر چھوڑ دیجئے میرا باپ فلاں غزوے میں نبی اکرم ﷺ کے ساتھ شہید ہو گیا تھا میری ماں نے دوسرا نکاح کر لیا۔ وہ میرا مال کھا گئے اور میرے سوتیلے باپ نے مجھے گھر سے نکال دیا۔ اب میرے پاس کھانا ہے نہ پینا، نہ کپڑا ہے اور نہ گھر۔ جب میں نے ان بچوں کو کھیلتے اور نئے کپڑے پہنے ہوئے دیکھا تو میرا غم تازہ ہو گیا اس لیے رو پڑا۔ حضور ﷺ نے اس کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا کہ تو اس بات پر راضی نہیں کہ میں تیرا باپ، عائشہ تیری ماں اور فاطمہ تیری بہن، علی تیرے چچا اور حسن وحسین تیرے بھائی ہوں۔ کہنے لگا یا رسول اللہ! اس میں میں کیسے راضی نہ ہوں گا۔ حضور ﷺ اسے گھر لے آئے اسے نئے کپڑے پہنائے، اسے نہلایا دھلایا اور کھانا کھلایا۔ وہ خوش وخرم باہر نکلا تو لڑکوں نے پوچھا ابھی تو تو رو رہا تھا اور اب بڑا خوش وخرم ہے بات کیا ہوئی وہ کہنے لگا میں بھوکا تھا اللہ نے میرے کھانے کا انتظام کر دیا میں ننگا تھا اللہ نے میرے کپڑے کا انتظام کر دیا میں یتیم تھا اور اب میرے باپ رسول اللہ ﷺ اور ماں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ

عنہا، بہن سیدہ فاطمہ الزہرہ رضی اللہ عنہا اور چچا سیدنا علی المرتضٰی رضی اللہ عنہ اور بھائی حسن وحسین رضی اللہ عنہم بن چکے ہیں۔ یہ سن کر لڑکے کہنے لگے کاش آج ہمارے باپ بھی نہ ہوتے۔ یہ لڑکا ہمیشہ حضور ﷺ کی زیر کفالت رہا۔ حتیٰ کہ جس دن حضور ﷺ نے انتقال فرمایا تو یہ بچہ رو رہا تھا اور کہہ رہا تھا افسوس میں آج یتیم اور غریب ہو گیا اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کو اپنے ساتھ ملا لیا۔ (۱۱)

ایک یتیم بچے کا بارگاہ نبوی میں سوال: حضرت عبداللہ بن ابی اوفی کہتے ہیں: ایک مرتبہ ہم لوگ حضور ﷺ کے پاس بیٹھے تھے کہ ایک لڑکا آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان۔ میں ایک یتیم لڑکا ہوں میرے ایک بہن اور بیوہ ماں ہے۔ ہم مفلوک الحال اور کئی دن سے بھوکے ہیں لہٰذا اپنی یہاں سے ہمیں کھانا عنایت فرمایئے اس کھانے کے بدلے میں اللہ کریم آپ ﷺ کو کھانا کھلائے۔ حضور ﷺ اس بچے کی اس مودبانہ گفتگو سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا: ہمارے گھر جاؤ وہاں سے کھانے کیلئے جو کچھ ملے میرے پاس لے آؤ۔ وہ لڑکا کاشانۂ نبوی سے اکیس عدد خشک کھجوریں لے آیا اور لاکر آپ کی ہتھیلی پر رکھ دیں۔ حضور ﷺ نے ان کھجوروں پر پھونک مارا اور برکت کی دعا فرمائی۔ پھر فرمایا بیٹا! یہ سات کھجوریں تیرے لئے، سات تیری ماں کیلئے اور سات تیری بہن کیلئے ہیں۔ صبح و شام ایک ایک کھا لیا کرو۔

یہ لڑکا بارگاہ نبوی سے اٹھ کر باہر آیا تو حضرت معاذ بن جبلؓ اس کی طرف اٹھے اور اس کے سر پر شفقت سے ہاتھ پھیرتے ہوئے دعا دی کہ اللہ کریم تمہارے حالات بہتر بنائے اور تمہیں اپنے باپ کا خلیفہ بنائے۔ حضور ﷺ بھی سب کچھ دیکھ رہے تھے۔ معاذؓ واپس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تم نے ایسا کیوں کیا۔ (شاید باقی حاضرین کی تعلیم کیلئے پوچھا ہو) معاذؓ نے عرض کیا: یارسول اللہ! بچے پر رحمت کے جذبے سے۔ اس وقت آپ ﷺ نے فرمایا:

"اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ جو مسلمان کسی یتیم بچے کے ساتھ پیار کرتا ہے اللہ تعالیٰ یتیم کے ہر بال کے بدلے اس کا درجہ بلند کرتا ہے ہر بال کے بدلے اسے ایک نیکی عطا فرما ا اور ہر بال کے عوض اس کی ایک خطا معاف فرماتا ہے (۱۲)

طبرانی نے یہ روایت ایک دوسرے راوی سے اور ذرا مختلف الفاظ کی نقل کی ہے۔ طبرانی نے یتیم بچے کے سر پر دست شفقت پھیرنے والے صحابی کا نام سعد بن ابی وقاص لکھا ہے۔ (۱۲ الف)

ایک یتیم کو باغ دلوانا: کسی یتیم کو روتے یا پریشانی میں دیکھ کر آپ ﷺ کس طرح پریشان ہو جاتے اور جب تک یتیم کی پریشانی کو دور نہ کر لیتے آپ ﷺ کو کسی طرح چین نہ آتا۔ اس حقیقی ہمدردی غمخواری اور رنج والم نبوی ﷺ کو درج ذیل واقعہ میں ملاحظہ فرمایئے:

ایک مرتبہ ایک یتیم نے آنحضرت ﷺ کی عدالت میں ایک شخص پر ایک نخلستان کا دعوی کیا مگر اس کا ثبوت پیش نہ کر سکا۔ اس لئے آپ ﷺ نے مدعا علیہ کے حق میں فیصلہ فرما دیا۔ وہ یتیم رونے لگا۔ آپ ﷺ کو رحم آ گیا آپ ﷺ نے مدعا علیہ سے فرمایا کہ تم یہ نخلستان اس کو دے دو۔ خدا اس کے بدلے میں تم کو جنت دے گا مگر وہ اس کیلئے آمادہ نہ ہوا۔ ایک صحابہ ابوالدحداحؓ موجود تھے انہوں نے اس شخص سے کہا کیا تم اس نخلستان کو میرے نخلستان سے بدل سکتے ہوں وہ تیار ہو گیا ابوالدحداح نے اس کا نخلستان کو اپنے نخلستان سے بدل کر یتیم کے حوالے کر دیا۔

......☆☆......

شفاعت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم

از قلم الوذوہیب محمد ظفر علی سیالوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حرز جاں ذکر شفاعت کیجئے　　　نار سے بچنے کی صورت کیجئے
ہم تمہارے ہو کر کس کے پاس جاہیں　　　صدقہ شہزادوں کا رحمت کیجئے

اللہ تعالیٰ جل مجدہ الکریم نے اپنے پیارے محبوب، دانائے غیوب ﷺ کو اپنے حضور جو عزت اور رفعت، وجاہیت عطا فرمائی ہے۔ اور رب عظیم کو مصطفیٰ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم سے جو محبت ہے۔ اس محبت اور وجاہیت کے پیش نظر بروز قیامت اللہ تعالیٰ کے اذن سے نبی پاک، صاحب لولاک، سید الخلق علی الاطلاق ﷺ شفاعت کبریٰ کے مغب رفیع پر جلوہ افزور ہوں گے۔ اور گنہگاروں، خطاکاروں، سیاہکاروں، بے کسوں بے سہاروں کی شفاعت فرماہیں گے۔ جس پر قرآن وحدیث میں بے شمار دلائل قاطعہ وبراہین واضحہ موجود ہیں۔

دلیل نمبر ۱:

ولو انهمه اذظلموا انفسم جاء وک فاستغفر والله واستغفرلهم الرسول لوجد والله تو ابار حيمO

ترجمہ: اور اگر وہ اپنی جانوں پر ظلم کریں۔ تو اے محبوب تمہارے حضور حاضر ہوں اور پھر اللہ سے معافی چاہیں اور رسول ان کی شفاعت فرمائے۔ تو ضرور اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور مہربان پاہیں۔　پارہ 5 سورۃ النساء آیت نمبر 64:

مفسر قرآن حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمتہ اللہ علیہ اس وآیت کریمہ کی تفسیر لکھتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ گنہگاروں اور خطاکاروں سے ارشاد فرماتا ہے۔ جب ان سے کوئی غلطی یا گناہ ہو جائے۔ انھیں چاہیے کہ وہ رسول کی بارگاہ میں حاضر ہوں اور وہاں اللہ تعالیٰ سے مغفرت طلب کریں۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں عرض کریں۔ کہ وہ ان کیلئے مغفرت کی دعا کریں اگر وہ ایسا کریں گے تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول فرمائے گا۔ اور رحم فرما کر اپنی بخشش کے دروازے ان پر کھول دے گا۔ (تفسیر ابن کثیر زیر آیت)

گناہوں کی معافی بندوں نے مانگنی ہے۔ اور گناہ معاف اللہ تعالیٰ نے کرنے ہے۔ لیکن یقینی بخشش اور فوری طور پر اس کے حصول بلکہ مزید انعام واکرام کے حصول کیلئے ان کو در مصطفیٰ ﷺ دکھایا۔ اور وہ بھی خود رب العلمین نے۔ بریلی کے تاجدار فرماتے ہیں۔

مجرم بلائے جاتے ہیں ـــــــــــــــ آء وك ہے گواہ
پھر در ہو کب یہ شان کریموں کے در کی ہے
بد ہیں مگر انہیں کے ہیں باغی نہیں ہیں ہم
نجدی نہ آئے اسکو یہ منزل خطر کی ہے

نیز اس آیت میں ظاہری حیات طیبہ کی کوئی قید نہیں اسی لیے روضہ انور پر حاضری کے وقت شفاعت کیلئے عرض کرنے کا حکم ہے۔ جیسا کہ ایک اعرابی نے بعد از وصال شفاعت طلب کی تو کسی صحابی یا تابعی نے منع نہیں کیا۔ بلکہ بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے مغفرت کی بشارت ملی۔

ملاحظہ ہو۔(تفسیر قرطبی، تفسیر نسفی، تفسر ابن کیثر، خزائن العرفان، تفسیر نورالعرفان، تفسیر ضیآء القرآن، رسائل الارکان) امام نسفی رحمتہ اللہ علیہ متوفی 710ء نے واستغفر لھم الرسول کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔ بـاالشفاعھ لھم۔ یعنی رسول انکی شفاعت فرمائے۔(تفسیر مدارک التنزل جلداول صفحہ 262 قدیمی کتب خانہ)

دلیل نمبر۲: رب العلمین نے کتاب امین میں ارشاد فرمایا۔

ومن اللیل فتجدبھ نافلیہ لک عسٰی ان یبعثک ربک مقاما محمود

ترجمہ: اور رات کے کچھ حصے میں تہجد ادا کرو یہ خاص تمہارے لئے زیادہ ہے۔ قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب تمہاری حمد کریں۔(پارہ 15 سورۃ نبی اسرائیل آیت 79)

مقام محمود کیا ہے: حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔

روز قیامت لوگ گروہ کی شکل میں اپنے اپنے نبی کے پاس حاضر ہوں گے۔ اور عرض کریں گے کہ حضور ہماری شفاعت کریں۔ یہاں تک کہ شفاعت کی بات چلتے چلتے بارگاہ مصطفیٰ میں آئے گی۔

آیت: **فذلک یوم یبعثہ المقام المحمود**

اس روز اللہ تعالیٰ آپ ﷺ کو محمود پر کھڑا کرے گا۔

بخاری، کتاب التفسیر باب قولہ عسی ان یعثلك الخ۔ مترجم جلد دوم 862، شفا شریف جلد اول صفحہ 134 عربی مطبوعہ ملتان، متریم صفحہ 399 مکتبہ بنویہ لاھور) حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں مقام محمود کے متعلق سوال کیا گیا تو آقائے دوعالم ﷺ نے فرمایا۔ قال ھی االشفاعہ۔ یہ مقام شفاعت ہے۔(ترمذی۔ ابواب الفسیر۔ باب سورۃ نبی اسرائیل مترجم جلد دوم 444 فرید بکسٹال۔ تفسیر قرطبی جلد نمبر 10 صفحہ 20 بیروت۔ درمنثور جلد نمبر 4 صفحہ 517 القرآن لاہور شفا شریف جلد اول صفحہ 134 عربی۔ اردو صفحہ 330) تفسیر مظہری جلد 5 صفحہ 564۔ مکتبہ ضیآء القرآن۔)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ رحمت دوعالم۔ نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن لوگ اکھٹے کیئے جائیں گے تو میں اپنی امت کے ساتھ ایک ٹیلے پر ہوں گے۔ ویکسونی ربی حلہ خضرآء۔ میرا رب مجھے سبز حلہ پہنائے گا۔ پھر مجھے شفاعت کی اجازت مل جائے گی۔ فذلک المقام المحمود۔ بس وہی مقام محمود ہوگا۔ شفا شریف جلد اول صفحہ 134 عبدالتواب اکیڈمی ملتان۔ متریم جلد اول صفحہ 330 مکتبہ بنویہ لاہور۔

جان دوعالم ﷺ کے چچازاد بھائی حضرت سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ مقام کی تفسیر میں بتاتے ہیں۔

ان یقئملک ربک مقاما محمود امقام الشفاعہ

جب آپ ﷺ کا رب آپ کو مقام محمود یعنی مقام شفاعت پر کھڑا کرے گا۔

یحمدک الا ولون االاخرون۔

جہاں اولین وآخرین سب آپ ﷺ کی تعریف وستائش میں رطب اللسان ہونگے۔

(تنویر المبقاس من تفسیر ابن عباس 304 قدیمی کتب خانہ کراچی)

امام عبداللہ بن احمد نسفی رحمتہ اللہ علیہ متومی 710 لکھتے ہیں۔

وھو مقام الشفاعه عند الجمهور جمہور علماء کے نزدیک مقام محمود۔مقام شفاعت ہے۔(تفسیر مدارک التنزیل جلد اول 725 قدیمی کتب خانہ کراچی) امام اجل۔عارف کامل علامہ جلال الدین سیوطی شافی رحمتہ اللہ علیہ متوفی 911 مقام محمود کی تفسیر میں لکھتے ہیں۔یحمدک فیہ الاولون والاخرون ۔جہاں اولین آخرین سب آپ کی تعریف میں مصروف ہوں گے۔وھومقام الشفاعہ۔وہ مقام شفاعت ہوگا۔(تفسیر جلالین شریف صفحہ 237 مکتبہ ایمزان لاہور۔شبیر احمد عثمانی صاحب متوفی 1369 لکھتے ہیں۔مقام محمود۔شفاعت عظمیٰ کا مقام ہے۔جب کوئی پیغمبر نہ بول سکے گا۔تب آنحضرت ﷺ اللہ تعالی سے عرض کر کے خلقت کو تکلیف سے چھڑائیں گے۔اس وقت ہر شخص کی زبان پر آپ کی تعریف ہوگی۔اور حق تعالی بھی آپ ﷺ کی تعریف کرے گا۔گویا نشان محمدیت کا پورا پورا ظہور ہوگا۔(تفسیر عثمانی صفحہ ۔377۔رحمان کمپنی لاہور) عظیم تابعی حضرت مجاہد اور قتادہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔مقام محمود مقام شفاعت ہے۔(تفسیر ابن کثیر جلد سوم صفحہ 98 مترجم مکتبہ ضیاء القرآن لاہور)

دلیل نمبر ۳: خالق مصطفیٰ جلا وعلا نے لاریب کتاب میں ارشاد فرمایا۔

السوف یعطیک ربک فترضٰی

ترجمہ: بےشک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔(پارہ نمبر 30 سورۃ الضحٰی آیت نمبر 5)

جب یہ آیت کریمہ نازل ہوئی تو حضور نبی اعظم شفیع المذنبین ﷺ اکرم الاولین والآخرین ﷺ نے ارشاد فرمایا۔

لا ارضی قط ووا حدین امی فی النار

جب تک میرا ایک بھی امتی جہنم میں رہے گا۔میں ہر گز راضی نہیں ہونگا۔

(تفسیر مدارک جلد دوم صفحہ 814۔تفسیر قرطبی جلد 20 صفحہ 65 صفحہ بیروت درمنشور جلد 6۔صفحہ 1022 مترجم مطبوعہ ضیاء القرآن روح المعانی جلد 30 صفحہ 529 مکتبہ رشیدیہ کوئٹہ۔تفسیر عزیزی جلد 4 صفحہ 414 مطبوعہ مکتبہ نوریہ رضویہ۔تفسیر عثمانی صفحہ 78 رحمان کمپنی لاہور۔تفسیر معارف القرآن جلد 8 صفحہ 766 مطبوعہ کراچی۔)

امام عشق ومحبت فرماتے ہیں۔

کیا ہی ذوق افزا شفاعت ہے تمہاری واہ واہ
قرض لیتی ہے گنہ پرہیزگاری واہ واہ

واہ واہ! سبحان اللہ! قربان جاوں! اے میرے شفاعت والے آقا! آپ کی بابرکت شفاعت کی تو کیا بات ہے۔اس قدر ذوق وشوق اور لذت وسرور میں اضافہ کررہی ہے۔کہ پرہیزگاری بھی کچھ گناہ کسی گنہگار سے بطور قرض لینے چل پڑی ہے۔

دلیل نمبر ۴:

حضرت علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم سے روایت ہے۔کہ حضور نبی الانبیاء سید الانبیاء، خطیب الانبیاء علیہ التحیہ والثنا نے فرمایا۔میں اپنی امت کے لئے شفاعت کرتا رہوں گا۔حتی کہ میرا رب مجھے ندا فرمائے گا۔ارضیت یا محمد ۔اے محبوب کیا آپ راضی ہو گئے۔فاقول نعم یارب رضیت : میں عرض کروں گا۔ہاں یا اللہ میں راضی ہو گیا ہوں۔(روح المعانی جلد 30 صفحہ 529 مطبوعہ کوہٹہ۔اشعۃ اللمعات اردو جلد 6 صفحہ 542 تفسیر ضیاء القرآن جلد 5 صفحہ 587)

پیش حق مژدہ شفاعت کا سناتے جاہیں گے
آپ روتے جاہیں گے ہم کو ہنساتے جاہیں گے

خاک ہو جائیں عدوجل کر مگر ہم تو رضا
دم میں جب تک دم ہے ذکران کاسناتے جائیں گے

دلیل نمبر۵: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنھما سے روایت ہے۔ کہ ایک مرتبہ فخر آدم ﷺ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ اسلام کے اس قول کی تلاوت فرمائی۔

رب انهن افللن كثير امن الناس فمن تبعنى فانه منى و من عفانى فانك غفور رحيمه

اے میرے رب ان بتوں نے بہت سے لوگ بہکا دیئے ہیں تو جس نے میرا ساتھ دیا۔ وہ میرا ہے اور جس نے میرا کہنا نہ مانا تو بے شک تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔ (پارہ نمبر 13 سورۃ ابراہیم آیت 36)

اس کے بعد ابن مریم حضرت عیسیٰ روح اللہ علیہ السلام نے اس قول کی تلاوت فرمائی۔

ان تعذ يهم فانتهم عبادك و ان تغفرلهم فانك انت العزيز الحكيمه

اے اللہ تو اگر ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں۔ اور اگر تو ان کو بخش دے تو حکمت والا ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت 118)

پھر رحمت دو عالم ﷺ نے بارگاہ خداوندی میں دعا کیلئے ہاتھ اٹھائے اور عرض کیا۔ **اللھم امتی .اللھم امتی** ۔اے اللہ میری امت۔ اے اللہ میری امت۔ وبکی اور نبی العلمین ﷺ کی مبارک آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ خالق کائنات نے فورا جناب روح الامین خادم رسول، حضرت جبرائیل علیہ اسلام کو حکم دیا۔ **اذهب الى محمد** مصطفیٰ اکرم ﷺ کی بارگاہ بے کس پناہ کے اندر حاضر ہو۔ بے شک میں جانتا ہوں۔ لیکن پھر بھی دریافت کرلے مایبکک۔ آپ کو کس بات نے رلایا۔

نوٹ: معلوم ہوا ہر سوال علم کی نفی کی دلیل نہیں ہوتا۔

فاتاه جبريل عليه اسلام پس جبریل علیہ السلام بارگاہ رحمتہ العالمین میں حاضر ہوئے اور دریافت کیا۔ تو غمگسار آقا نے فرمایا۔ مجھے اپنی امت کا غم ہے۔ واہ رے امتی تیری قسمت۔ حضرت محدث بریلی فرماتے ہیں۔

ہم کہیں یانبی وہ کہیں امتی
امتی تیری قسمت پے لاکھوں سلام

جبریل امین نے بارگاہ رب العلمین میں جا کر عرض کیا۔ یا اللہ تیرا محبوب تو امت کیلئے پریشان ہے۔ احکم الحاکمین نے پھر حکم فرمایا۔ **اذهب الى محمد**۔ چل پھر میرے محبوب کی بارگاہ میں۔

بے لقائے یار ان کو چین آجاتا اگر
بار بار آئے نہ یوں جبریل سدرہ چھوڑ کر

اور جا کر میرا پیغام پہنچا دے۔

انا سنرضيك فى امتك ملا نسوك

بے شک ہم آپ کو امت کے معاملے میں راضی کرینگے اور آپ کو رنجیدہ خاطر نہیں ہونے دیں گے۔

(مسلم شریف کتاب الایمان باب اثبات الشفاعۃ الخ شرح صحیح مسلم جلد نمبر ا صفحہ 825۔) (مشکوۃ باب الحوض والشفاعۃ فصل اول لمعات جلد 6 صفحہ 541)

خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد
بہم عہد باندھے ہیں وصل ابد کا
رضائے خدا اور رضائے محمد
عجب کیا اگر رحم فرمائے ہم پر
خدائے محمد برائے محمد

دلیل نمبر 6: صحابی رسول حضرت سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ سید آدم والا ﷺ نے اپنی لسان مبارک سے ارشاد فرمایا

اعطیت الشفاعه۔ مجھے شفاعت عطا فرمائی گئی ہے۔

(بخاری۔ کتاب التیمم باب تجدو ماء فتیمموا: مترجم جلد اول 26).

دلیل نمبر 7: تاجدار کائنات، فخر موجودات علیہ افضل الصلوۃ نے فرمایا۔ (وانا اول شافع واول مشفع) میں سب سے پہلے شفاعت کرنے والا ہوں اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول کی جائے گی۔ (ملتسن دارمی باب اعطی النبی مترجم جلد اول صفحہ 65 ۔بشیر بردار لاہور جامع ترمذی۔ ابوابالمنات متریم جلد دوم 670 فرید بک سٹال لاہور منسن ابن ماجہ۔ ابواب الزہد باب زکر الشفاعہ۔ مترجم جلد 591 مشکوہ باب الفضائل سید المرسلین فضل ثانی۔ اشقتہ اللمعات جلد 1500)

اس حدیث شریف میں حضور وح دو عالم ﷺ نے روز روشن سے بھی زیادہ واضح فرمایا دیا۔ کہ روز قیامت سب سے پہلے شفاعت بھی میں کروں گا۔ اور سب سے پہلے میری ہی شفاعت قبول کی جائے گی۔

حشر کے روز ہنسائے گا خطا کاروں کو
میرے غمخوار دل، شب میں یہ رونا تیرا
اے مدینے کی ہوا دل میرا افسردہ ہے
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

دلیل نمبر 8: حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہادی سبل، مولاء کل ﷺ نے فرمایا۔ قیامت کے دن میری شفاعت کے حصول میں وہ شخص کامیاب ہوگا جس نے خلوص نیت سے کلمہ شریف پڑھا ہوگا۔ (بخاری کتاب العلم باب حرص علی العلم۔ نعما الباری جلد اول 135 مطبوعہ عبد التواب اکیڈمی ملتان۔)

دلیل نمبر 9: اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی، آمنہ کے دلارے نبی غمزدہ امت کے سہارے نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا

اذکان یوم القیامه ۔ جب قیامت کا دن ہوگا۔ کنت امام النبین و خطیهم میں انبیاء کا امام اور خطیب ہونگا۔ و صاحب شفاعتهم ۔ اور شفاعت کرنے والا ہونگا۔ (ترمذی ابواب المناقب باب فی ضفل النبی متریم جلد دوم 594 فرید بکسٹال۔ متدرک علی العین جلد اول صفحہ 170 قدیمی کتب خانہ کراچی۔ نوٹ: امام ترمذی حاکم اور زہبی نے اسے صحیح قرار دیا ہے۔

محشر میں کسی نے بھی میری بات نہ پوچھی
حامی نظر آیا تو بس ایک تو نظر آیا

بازار قیامت میں جنہیں کوئی نہ پوچھے
ایسوں کا بھی خریدار ہمیں تو نظر آیا

جب قیامت کا دن ہوگا۔ نفسا نفسی کا عالم ہوگا۔ ہر کسی کو اپنی پڑی ہوگی۔ میدان حشر میں آمد مصطفیٰ ﷺ ہوگی ایسے میں ہم عرض کریں گے۔ کہ

میں مجرم ہو آقا مجھے ساتھ لے لو
کہ رستے میں ہیں جابجا تھانے والے

تو غلام کی اس فریاد پر آقا فرمائیں گے

اب آئی شفاعت کی ساعت اب آئی
ذرا چین لے میرے گھبرانے والے۔

دلیل نمبر 10 : حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آفتاب نبوت، ماہتاب رسالت ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ انا اول الناس یشفع فی النجتیه۔ میں وہ پہلا شخص ہوں جو جنت جانے کیلئے شفاعت کروں گا۔ (مسلم کتاب الایمان باب اثبات الشفاعہ شرح صحیح مسلم جلد اول 821 :)

دلیل نمبر 11: جناب ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ کہ تاجدار مدینہ، صاحب معطر پسینہ خفیں گنجینہ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ لکل نبی وعدہ مستحابه۔ ہر نبی کیلئے ایک خاص دعا ہوتی ہے۔ جو ضرور قبول ہوتی ہے۔ فتعمیل کلی نبی دعوته۔ اور تمام انبیاء کرام نے اپنی اپنی دعائیں مانگ لیں۔ وانی اختبات دعوتی شفاعتی لامتی۔ اور میں نے اپنی دعا اپنی امت کی شفاعت کیلئے اٹھا رکھی ہے۔ (مسلم کتاب الایمان، باب اثبات الشفاعۃ شرح صحیح مسلم جلد اول صفحہ 823: ابن ماجہ ابواب لزہد باب ذکر الشفاعۃ مترجم جلد دوم 591.)

دلیل نمبر 12: حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اختیار دیا ہے۔ کہ پیارے نبی چاہو تو نصف امت بخشوالو اور چاہو تو شفاعت اختیار کرلو۔ فاخترت الشفاعته۔ تو میں نے شفاعت اختیار کرلی۔ لانتھا اعمه واکف۔ کیونکہ میری شفاعت شفاعت عامہ ہوگی اور گنہگاروں، خطا کاروں کو کافی ہوگی۔ (ابن ماجہ۔ ابواب الزید باب ذکر الشفاعہ جلد دوم صفحہ 529: مستدرک علی الصحیحین جلد اول 165 قدیمی کتب خانہ۔ شفاعت شریف جلد اول 135 اردو 331۔ مشکوۃ باب الحوض والشفاعہ فصل دوم۔ اشقتہ اللمعات جلد 6 و 561 ترمذی۔ ابواب صفتہ القیامتہ۔ مترجم جلد دوم صفحہ 143۔

دلیل نمبر 13: حضرت سیدنا جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت فرماتے ہیں۔ کہ صاحب خلق عظیم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے ارشاد فرمایا۔

شفاعتی یوم القیامه لاهل الکبائر من امتی

قیامت کے دن میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ والوں کیلئے ہوگی (ترمذی۔ ابواب صیفہ القیامہ مترجم جلد دوم صفحہ 142) ابن ماجہ ابواب الذھب باب الشفاعہ مترجم جلد دوئم 592 ابوداود کتاب السیئر باب الشفاعہ مترجم جلد سوئم 485 مستدرک حاکم جلد اول صفحہ 168 مشکوہ باب الخصوص والشفاعہ فصل دوم اشقتہ اللمعات جلد مترجم فرید بکسٹال لاہور)

جب کبیرہ گناہ والوں کیلئے شفاعت ثابت ہے تو صغیرہ والوں کیلئے بدرجہ اولیٰ ہوگی۔ اس لئے عاشق مصطفیٰ۔ حامی سنت حضرت رضا فرماتے ہیں

خدائے قہار ہے غضب پر کھلے ہیں بد کاریوں کے دفتر
بچالو آ کر شفیع محشر تمہارا بندہ عذاب میں ہیں

کریم اپنے کرم کا صدقہ لئیم بے قدر کو نہ شرما
تو اور رضا سے حساب لینا رضا بھی کوئی حساب میں ہے

دلیل نمبر **14**: حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالی بیان فرماتے ہیں کہ

سالت النبی ﷺ ان شفع لی یوم القیامه

بارگاہ رسالت مآب میں سوال کیا۔ یارسول ﷺ کیا آپ قیامت کے دن میری شفاعت فرمائیں گے۔ **قال انا فاعل**۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں میں شفاعت کروں گا۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ قیامت کے دن میں آپکو کہاں تلاش کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ سب سے پہلے مجھے پل سراط پر تلاش کرنا۔ کیونکہ میں وہاں کھڑے ہوکر اپنی امت کی سلامتی کی دعا کروں گا۔ اسی سطر کو بریلوی شہنشاہ نے یوں بیان کیا۔

رضا پل سے اب وجد کرتے گزرتے   کہ ہے رب سلم صدائے محمد

حضرت انس فرماتے ہیں میں نے عرض کیا۔ یارسول اللہ ﷺ اگر آپ وہاں پر تشریف فرما نہ ہوں تو! آپ ﷺ نے فرمایا پھر مجھے میزان کے پاس تلاش کرنا۔ میں نے عرض کیا اگر وہاں بھی موجود نہ ہوں تو! آپ ﷺ نے ارشادفرمایا۔ پھر مجھے حوض کوثر کے پاس تلاش کرنا۔ کیونکہ میں ان مقامات سے ادھرادھر نہیں جاوں گا۔ (ترمذی ابواب صفہ القیامتہ۔ باب مآجآء فی شان الصرط مترجم جلد دوم صفحہ **139** شکوہ باب الحوض والشفاعہ فصل دوم اشعتہ اللمعات جلد**6** و**599**)۔

نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم نے حضرت انس کو فرمایا۔ میں تو سارے جہاں کی شفاعت کروں گا۔ تو پھر تیری شفاعت کیوں نہیں کروں گا۔ تو میرا خادم خاص ہے۔

سنتے ہیں کہ محشر میں صرف ان کی رسائی ہے
گران کی رسائی ہے لوجب تو بنائی ہے

دلیل نمبر **15**: حضرت جابر عبداللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم، نور مجسم، باعث ایجاد عالم ﷺ نے ارشادفرمایا۔ جو آدمی آذان سن کر یہ دعا کرے۔

ترجمہ: اے اللہ! اس کامل دعوت اور قائم ہونے والی نماز کے رب محمد ﷺ کو وسیلہ اور فضلیت عطا فرما اور ان کو مقام محمود پر کھڑا **حلت له شفاعت یوم القیامه**۔ تو اس کیلئے قیامت کے دن میری شفاعت حلال ہوگئی۔ بخاری۔ کتاب الاذن باب الدعاء عند النرآ و جلد اول **318** مسلم، کتاب الصلوۃ باب قول الموذن الخ شرح صحیح مسلم جلد اول **1089** حضرت حسن بریلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

دم حشر عاصی مزے لے رہے ہیں
شفاعت کسی کی حمایت کسی
ہمارا بھروسہ ہمارا سہارا
شفاعت کسی کی حمایت کسی کی

ہر قسم کی شفاعت نبی کریم ﷺ کیلئے ثابت ہے (۱) شفاعت بالمجت شفاعت باالوجاہت۔ (۳) شفاعت بالاں اس کا انکار وہی کرے گا جو گمراہ ہوگا۔ مجدد دین وملت فرماتے ہیں۔

آپ درگاہ خدا میں ہیں وجیہ
ہاں شفاعت بالوجاہت کیجئے

حق تمہیں فرما چکا اپنا حبیب
اب شفاعت یا لجمت کیجئے
اذن کب کامل چکا اب تو حضور
ہم غریبوں کی شفاعت کیجئے

دلیل نمبر 16: محشر کا دن بڑا ہولناک ہوگا۔ سورج لوگوں کے سروں کے قریب آجائے گا۔ لوگ خوف اور غم میں مبتلا ہوں گے۔ جو کہ ان کی برداشت سے باہر ہوگا۔ کافی عرصہ لوگ خاموشی سے کھڑے رہیں گے۔ اور پسینے میں شرابور ہونگے۔ کوئی ٹخنوں تک پسینے میں ہوگا۔ کوئی گھٹنوں تک۔ کوئی کمر تک۔ اور کوئی گردن تک پسینے میں ڈوبا ہوگا۔ چناچہ وہ باہم صلاح مشورہ کریں۔ کہ ان مشکل ترین حالات میں کیا کیا جائے۔ پھر انھیں خیال آئے گا کہ کسی ایسے مقبول بارگاہ خداوندی کو تلاش کیا جائے۔ جو اللہ کے ہاں ہماری شفاعت کرے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جب حشر کا دن ہوگا۔ لوگ گھبرا یک دوسرے کے پاس جاہیں گے۔ پہلے وہ آدم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوں گے۔ اور ان سے عرض کریں گے۔ اپنی اولاد کیلئے شفاعت کیجئے تو جناب صفی فرماہیں گے، **الست لھا** ۔ میرا یہ مقام نہیں ہے۔ البتہ تم حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس جاو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالی کے خلیل ہیں۔ **فیالون ابراھیم علیه السلام** ۔ پھر وہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس حاضر ہوں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ میرا یہ منصب نہیں۔ تم جناب موسی علیہ السلام کے پاس جاو۔ کیونکہ وہ اللہ کے کلیم ہیں۔ **فیولی موسی علیه السلام** ۔ پھر لوگ موسی علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے۔ یہ مرتبہ میرا نہیں **ولکن علیکمه بعسی علیه السلام فانهم روح الله و کلمته** ۔ البتہ تم حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جاو۔ کیونکہ وہ اللہ تعالی کی پسندیدہ روح ہیں۔ اور اس کے پسندیدہ کلمہ سے پیدا ہوے۔ پھر لوگ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے۔ وہ فرمائیں گے میرا یہ مقام نہیں۔ **ولکن علیکم لمحمد ﷺ** ۔ البتہ تم محمد کریم علیہ السلام کے پاس جاو۔ ہر نظر کانپ اٹھے گی محشر کے دن خوف سے ہر کلیجہ دہل جائے گا۔

اوڑھ کر کالی کملی وہ آجاہیں گے
سارے محشر کا نقشہ بدل جائے گا

نبی پاک سید الخلق علی الاطلاق ﷺ نے فرمایا۔ لوگ میری بارگاہ میں حاضر ہوں گے۔ **فان لھا** ۔ تو میں ان سے کہوں گا آو آو، یہ میرا کام ہے۔ پھر میں اپنے رب سے اجازت طلب کروں گا۔ تو مجھے اجازت مل جائے گی۔ پھر میں اللہ کے حضور کھڑا ہوں گا۔ اور رب تعالی کی حمد وثناء کروں گا۔ پھر میں اللہ تعالی کے حضور سجدہ میں گر پڑوں گا۔ **فیقال لی** ۔ بس میرا رب مجھے فرمائے گا۔ **یامحمد ادفع راسک** ۔ اے محمد اپنا سر اٹھاو۔ **وقل یسمع** ۔ اور کہوں تمہاری بات سنی جائے گی۔ **وسل تقطع** ۔ اور مانگو جو کچھ مانگو گے دیا جائے گا۔ **واشفع تشفع** ۔ اور شفاعت کرو، تمہاری شفاعت قبول کی جائے گی۔ **فا قول رب امتی امتی** ۔ پس میں کہوں گا یا اللہ میری امت، میری امت۔

حشر کے روز ہنسائے گا خطاکاروں کو
میرے غمخوار دل شب میں یہ رونا تیرا
اے مدینے کی ہوا دل افسردہ ہے میرا
سوکھی کلیوں کو کھلا جاتا ہے جھونکا تیرا

اور پھر جس میرے امتی کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی ایمان ہوگا اسے بھی بچالوں گا۔ (مسلم شریف کتاب الایمان، باب

الشفاعۃ شرح صحیح مسلم جلد اول ص ۸۱۱)

اس حدیث مبارکہ کے ضمن میں محدثین نے جو نکات بیان فرمائے ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے کہ قیامت کے دن تمام اہل حشر کو الہام کیا جانا ہے کہ آدم علیہ السلام اور ان کے بعد آنے والے انبیاء علیہم السلام کے حضور سوالِ شفاعت کرنا۔

اور ابتداء و آغاز میں سرکار علیہ السلام سے شفاعت کا سوال نہ کرنے کا الہام۔ اس میں حکمت یہ تھی کہ آپ کا فضل عظیم اور مقامِ رفیع اور بارگاہ خداوندی میں وجاہت کا ظہور کامل ہو جائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا کان بریلوی فرماتے ہیں

خلیل و نجی ، کلیم و مسیح سبھی سے کہی کہیں نہ بنی
یہ بے خبری کہ خلق پھری کہاں سے کہاں تمہارے لئے
اصالت کل ، امامت کل، سیارت کل، امارت کل
حکومتِ کل، ولایت کل، خدا کے یہاں تمہارے لئے

لیکن کیا کیا جائے اس بدنصیب گروہ کا جو ممبروں پر بیٹھ کر مسلمانوں کے پاکیزہ عقائد ونظریات کا نام لے لے کر گرجتے برستے ہیں، شیش ناگ کی طرح منہ سے آگ کے شعلے نکلتے ہیں۔ لیکن جب قیامت کا دن ہوگا، تو انہیں معلوم ہوگا کہ یہ شعلے تو ہم نے گنبد خضرا پر چلائے تھے، پر کعبے کا غلاف کیسے جل گیا۔ اور اس کے بعد معلوم ہوگا کہ

اصل اصول بندگی اس تاجور کی ہے

دلیل نمبر 17: فرمان مصطفےٰ ﷺ ہے کہ

من زارا قبری واجبت له شفاعتی ترجمہ: جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگی۔
(شواہد الحق۔ فی الاستغاثہ بنہ لبید الخلق۔ صحفہ 89 مترجم حامد اینڈ کمپنی لاہور)

دلیل نمبر 18: اللہ کے محبوب، دانائے غیوب۔ منزہ عن العیوب ﷺ نے فرمایا۔

من ذرافی الی المدنیه کتب له شفیعا وشهدا

جس شخص نے مدینہ شریف میں حاضر ہو کر میری زیادت کی۔ میں قیامت کے دن ان کی شفیع ہوں گا۔ اور اس کے اعمال کا خیر خواہ بھی ہوں گا (شواہد الحق صحفہ 90).

دلیل نمبر 20: طبرانی نے معجم کبیر میں روایت کیا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

من قا ل اللهم صل علی محمد وانز له المقعدب عندک یوم وحبسیت شفاعتی

جو شخص۔ اللھم صل علی.... یااللہ حضرت محمد ﷺ پر رحمت فرمایا اور قیامت کے دن اسے اپنے قریب جگہ عطا فرما، پڑھتا ہے اس کے لئے میری شفاعت واجب ہو جاتی ہے۔ (جلاء الانعام۔ ترجمہ الحدیث صحفہ 60 مکتبہ دارسلام لاہور)

محمد اعلم وحکمت شہ دوسرا
بے کسوں ناتوانوں کا ہے آسرا
جس کے دونوں جہاں میں ہیں ہم محتاج

......☆☆......

اسلام اور پردہ

نثار احمد مصباحی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

صدیوں سے آزادیٔ نسواں کے تعلق سے آوازیں بلند کی جارہی ہیں اور الیکٹرانک میڈیا کے دور میں اس تحریک کو مزید تیز کردیا گیا ہے۔ بیشتر اخبارات ورسائل میں عورتوں کے بے جا حقوق کو باور کرانے کی کوشش کی جارہی ہے۔ پُرفریب انداز میں مختلف افکار ونظریات پیش کئے جارہے ہیں۔ ان حضرات کا کہنا ہے کہ جس طرح سے مردوں کو آزادانہ طور پر اختیار وحقوق حاصل ہیں، عورتوں کو بھی اسی طرح کے حقوق واختیار حاصل ہونے چاہئے۔ کیونکہ جتنا مردوں کے اندر افعال واشغال کی انجام پذیری کی صلاحیت ولیاقت موجود ہے اتنی صلاحیت عورتوں کے نفس میں بھی ودیعت کی ہوئی ہے۔ ہر طرف سے آوازیں آرہی ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر انہیں آزادانہ زندگی سے محروم کردیا ہے۔ اسلام نے عورتوں کی زندگی کو بے لطف و ناچار بنا ڈالا ہے۔ انہیں پردے کا حکم دے کر حقوق مساوات سے دور کردیا ہے۔ ان خیالات ونظریات کو اپنے ذہن وفکر میں بسا کر عورتوں کے لئے حکم حجاب کو بے جا تصور کیا جارہا ہے۔ بلکہ اس کی وجہ سے اسلام کے نظریات کو غیر منصفانہ قرار دیا جارہا ہے اور اسے لے کر نسوانی زندگی کی بے مزگی ہونے کا اور بے رونقی کا ڈھنڈورا پیٹا جارہا ہے۔ گویا کہ وہ حضرات جو بے پردگی کے قائل ہیں وہ اس بات کے آرزومند ہیں کہ عورتیں گھروں سے بے حجاب ہوکر نکلیں اور اپنے گنگھورریشمی بالوں کو شانوں پر بکھیر کر دل آویز حسن کی نمائش سے سرراہ لوگوں کی توجہ اپنی جانب مبذول کرائیں۔ انہیں سرکاری دفاتر میں نوکریاں دی جائیں، ہر میدان میں وہ مردوں کے شانہ بشانہ چلیں۔ حاصل کلام یہ ہے کہ جو کام مرد انجام دیتے ہیں وہاں عورتوں کو بھی جگہ دی جائے۔

اسلام ایک مہذب مذہب ہے۔ اسلام اچھائی کا حکم دیتا ہے اور برائی اور اس کے لوازمات سے باز رہنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اسلام زندگی کا مستحکم اصول پیش کر کے ان پر چلنے کا حکم دیتا ہے۔ اسلام کائنات کے حقوق انسانی کا سب سے بڑا محافظ ہے۔ آپ تاریخ کا مطالعہ کریں تو روز روشن کی طرح یہ حقیقت عیاں ہوکر سامنے آئی گی کہ اسلام جس دور میں آیا ہے وہ دور بے حیائی، فحاشی، غلامی اور عدم مساوات کا دور تھا۔ مگر اسلام نے آتے ہی پوری دنیا میں ہدایت، انسانیت اور مساوات کی ایک روح پھونک دی۔ اس نے انسانی مساوات کا ایسا نظام جاری کیا کہ کچھ دنوں میں غلامی کی زنجیری کٹ کٹ کر گرنے لگیں اور آج حال یہ ہے کہ پوری دنیا میں کوئی بھی غلام نہیں، یہ صرف اسلام کی دین ہے۔ اسلام نے فرد سے لے کر جمعیت تک کو سنوارا۔ خاندان سے لے کر عالمگیر انسانی برادری تک ہر ایک کو تطہیر وتعمیر کے اصول دیئے۔ اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے عورتوں کو اس کے حقوق دیئے۔ ان کے تقدس اور عصمت کی حفاظت کے لئے ایسے اصول متعین کئے جس کی اہمیت وافادیت آج منکرین اسلام کو بھی ہے۔

الغرض اسلام نے ہر طرح سے عورتوں کو ہر طرح سے اپنی نوازشات سے نوازا ہے۔ مگر کچھ حکمتوں اور مصلحتوں کے پیش نظر پردے کا حکم دیا ہے۔ چنانچہ ارشاد خداوندی ہے۔

و قرن فی بیوتکن ولا تبرج الجاھلیہ الاولی (پارہ۲۲، آیت۱)

ترجمہ: اور مسلمان عورتوں کو حکم دو اپنی نگاہیں کچھ نیچی رکھیں (غیر مردوں کو نہ دیکھیں) اور اپنی پارسائی کی حفاظت کریں اور اپنا بناؤ نہ دکھائیں۔ مگر جتنا خود ہی ظاہر ہوے اور ڈوپٹے کو گریبانوں پر ڈالے رہیں۔

ان آیات مقدسہ کے ذریعہ عورتوں پر پردے کا حکم نافذ فرما کر ان کی عصمت اور ناموس کی حفاظت کے وہ خطوط پیش کئے جن کی وجہ سے صنف نازک بڑے بڑے مصائب و آلام سے چھٹکارا پاسکتی ہے۔ اسلام کا یہ قانون آفاقی ہے اور اپنے اندر لامحدود حکمتیں لئے ہوئے ہے۔ جس کا اعتراف دشمنان اسلام کو بھی ہے۔" و الفضل ما شهدت به الاعداء" اس تعلق سے سر دست ایک واقعہ یاد آرہا ہے۔

ایک چالیس سالہ غیر مسلم خاتون نے اسلامی پردے سے متاثر ہو کر اسلام قبول کیا۔ ان کا ماننا تھا کہ مذہب اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر ان کی عزت و اہمیت کو دوسروں سے بالاتر کر دیا ہے۔ جبکہ وہیں پر غیر مسلم خواتین بے پردگی کی وجہ سے بدنظری کا شکار ہو جاتی ہے اور عزت پر ایک بدنما داغ لگ جاتا ہے۔ اس نومسلم خاتون کا کہنا ہے کہ بیس سال کی عمر ہی میں پردے کی وجہ سے ہمارے قلوب و ذہن میں مذہب اسلام پیوست و جاں گزیں ہو چکا تھا اور دین اسلام کو دل سے ماننے لگی تھی اور مندر جانا مکمل طور پر ترک کر دیا تھا۔ لیکن ظاہراً چالیس سال کی عمر میں پورے طور پر دامن اسلام میں آگئی۔

اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ عورت کے لئے پردے کا حکم کتنی اہمیت کا حامل ہے اور پرامن معاشرہ کے لئے کتنا لازمی امر ہے۔

مگر کچھ کم فہم حضرات صرف مسئلہ آزادئ نسواں کو اپنے ذہن وفکر میں لئے پھر رہے ہیں اور بے جا اسلام کے ضوابط و آئین کو یہ کہہ کر کسر شان کی کوشش کر رہے ہیں کہ اسلام نے عورتوں کو پردے کا حکم دے کر انہیں قید و بند کی زندگی جینے پر مجبور کر دیا ہے۔ انہیں ایک محدود احاطے میں رکھا گیا ہے۔ یہ آزادئ نسواں کے علمبرداروں کے خیالات ہیں۔ لیکن اگر تعصب کی عینک اتار کر حقائق پر غور وفکر کریں تو انہیں اسلامی قوانین میں ہی انسانیت کی فلاح و بہبود نظر آئے گی۔

معاشرہ میں بیشتر برائیاں، فحاشیاں جو ہوئیں اور ہورہی ہیں ان کا اولین سرچشمہ بے پردگی اور نگاہوں کی بے باکی ہے۔ ایک دوسرے کی بہو بیٹیوں کی عصمت دری، عزت کی پامالی شاہرہوں پر واقع ہورہی ہیں، بے حجابی ہی کا ثمر ہے۔ مغربی تہذیب کے لبادہ میں ہونے اور ان کے پیرو کار ہونے کی وجہ سے عصمت ریزی کی وارداتیں ہورہی ہیں۔ ایک عورت اگر نازک و معصومیت سے لبریز بے حجاب ہو کر علانیہ شاہراہوں پر اپنے حسن و جمال کی جلوہ ریزیاں بکھیرے اور دوسروں کو دعوتِ نظارہ دے تو ظاہر ہے کوئی نہ کوئی شیطان اس کی تاب نہ لاکر، اس کی زیبائیوں سے متاثر ہو کر بدنیتی کا اقدام کرے گا، چونکہ عورت ایک مثل ہیرہ ہے، ایک بے مثال دولت ہے، ایک قیمتی جوہر و زر ہے اور ہر شخص دولت و زر کا بھوکا اور خواہشمند ہے، اور اگر یہ پردے میں رہے گی عزت و ناموس کی قیمتی دولت بھی محفوظ و مامون رہے گی اور اگر سر راہ اسے بے پردہ چھوڑ دیا جائے تو یقیناً وہ ہیرہ چند ساعتوں میں کسی لالچی شخص کے ہاتھوں میں چلا جائے گا۔ اسی طرح عورت کا معاملہ ہے اگر وہ پردے میں رہے گی تو سوسائٹی کے حالات خوشگوار کن رہیں گے، پردے میں رہے گی تو بے حیائیوں، بدکاریوں کا استحصال ہوتا ہوا نظر آئے گا اور ایک پرامن معاشرہ اور صالح سماج کا وجود ہماری نگاہوں کے سامنے ہوگا۔

خدائے تعالیٰ ہمیں صالح معاشرہ کی تشکیل کی توفیق دے اور خواتین کو پردے کا اہتمام کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے (آمین)

......☆☆......

میری آواز

ستارۂ امتیاز بابر اعوان اور اسرار شاہ کا دکھ

تمغے اور اعزازات ملک وقوم کی امانت ہوتے ہیں یہ نوازش بے جا نہیں

سومنات کا مندر بابر اعوان اور ستارۂ امتیاز

محمد احمد ترازی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تاریخ کا یہ منظر 1857ء کی جنگ آزادی سے تعلق رکھتا ہے جب خاندان مغلیہ کے آخری چشم و چراغ بہادر شاہ ظفر کی حکومت عملاً ختم ہو چکی تھی اور مسلمانوں کا آخری حکمران لال قلعہ دلی میں علامت کے طور پر زندہ تھا، برطانوی فوج نے قلعہ پر قبضے کیلئے جو فوج ترتیب دی تھی، اس میں اکثریت ایسے لوگوں کی تھی جن کے نام ونصب مسلمانوں جیسے تھے، مگر ذہنی طور پر وہ انگریز کے ایسے غلام تھے جو وہ کچھ کر سکتے تھے جس کا ہم اور آپ تصور بھی نہیں کر سکتے، اسی وفادار فوج کی ایک رجمنٹ فرنٹیئر فورس نے جب لال قلعہ دلی پر حملہ کیا تو قلعے کے محافظوں نے حملے سے بچنے کیلئے دروازہ بند کرنا چاہا، لیکن دروازہ مکمل طور پر بند ہونے سے پہلے ہی فرنٹیئر فورس کے ایک سپاہی نے دروازے کے بیچ میں اپنا سر دے دیا، مغل سپاہیوں نے دروازہ بند کرنا چاہا، فرنٹیئر فورس کے سپاہی کی گردن نیلی ہوگئی لیکن قلعہ کا دروازہ بند نہ ہوسکا، یوں برطانوی افواج قلعے میں داخل ہوگئی اور بہادر شاہ ظفر کی حکومت کا ہی نہیں برصغیر پر مسلمانوں کی حکومت کا چراغ بھی ہمیشہ کیلئے گل ہوگیا، لال قلعہ دہلی کی فتح کے بعد فرنٹیئر فورس کے سپاہی کے اس کارنامے پر حکومت برطانیہ نے اس رجمنٹ کو اپنے سب سے بڑے فوجی اعزار وکٹوریہ کراس سے نوازا، آج بھی یہ رجمنٹ اپنے وفادار سپاہی کی یاد منانے کیلئے تہوار کے دن اپنی گردن پر نیلی پٹی باندھتی ہے۔

یوں تو دنیا کی ہر حکومت کا یہ قاعدہ اور قانون ہے کہ وہ اپنے ملک کے اہم، باصلاحیت، قابل فخر اور وفادار افراد کو مختلف قسم کے سول اور فوجی اعزازات سے نوازتی ہے اور انہیں اپنا قومی ہیرو قرار دیتی ہے، دنیا کی دیگر حکومتوں کی طرح پاکستانی حکومت بھی اپنے ملک کے باصلاحیت، قابل فخر اور وفادار سویلین اور فوجی افراد کو ہر سال اعزازات سے نوازتی ہے، یہ اعزازات نشان حیدر، نشان پاکستان، نشان شجاعت، نشان امتیاز، نشان قائد اعظم، ہلال پاکستان، ہلال جرأت، ہلال شجاعت، ہلال امتیاز، ہلال قائداعظم، ہلال خدمت، ستارہ پاکستان، ستارہ شجاعت، ستارہ امتیاز، ستارہ قائد اعظم، ستارہ جرأت، ستارہ بسالت، تمغہ پاکستان، تمغہ جرأت، تمغہ شجاعت، تمغہ امتیاز، تمغہ قائداعظم، تمغہ بسالت وغیرہ کے نام سے جانے جاتے ہیں، ان اعزازات میں ستارہ امتیاز پاکستان میں سول اور عسکری شخصیات کو عطاء کیا جانے والا تیسرا بڑا اعزاز ہے، اِس کا ترجمہ ستارہ فضیلت بھی کیا جاتا ہے، یہ ایک ایسا اعزاز ہے جو حکومتِ پاکستان عسکری اور سول شخصیات کو عطاء کرتی ہے، اس اعزاز کا اعلان سال میں ایک دفعہ یوم آزادی کے موقع پر کیا جاتا ہے اور یومِ پاکستان کے موقع پر صدرِ پاکستان اس اعزاز سے منتخب افراد کو نوازتے ہیں، عسکری حوالے سے یہ اعلیٰ ترین اعزاز بریگیڈئیر یا میجر جنرل کے رتبہ پر فائز اُن فوجی افسران کو عطاء کیا جاتا ہے، جنہوں نے نمایاں خدمات سرانجام دی ہوں، جبکہ سول شخصیات کو یہ اعزاز اُن کی اَدب، فنونِ لطیفہ، کھیل، طب یا سائنس کے میدان میں نمایاں خدمات کے اعتراف میں دیا جاتا ہے۔

گذشتہ دنوں حکومت پاکستان نے وزیر قانون ڈاکٹر بابر اعوان کو یہ اعزاز دینے کا اعلان کیا، جناب بابر اعوان کو یہ اعزاز اَدب، فنونِ لطیفہ، کھیل، طب یا سائنس کے کس میدان میں نمایاں خدمت پر دیا گیا ہے یہ تو حکومت ہی بہتر جانتی ہے، لیکن حکومت کا یہ اعلان تمام اہل وطن سمیت خود حکومتی ارکان اور جماعتی وابستگان کیلئے بھی باعث حیرت واستعجاب تھا، شاید اسی وجہ سے پیپلز پارٹی کے سینئر رہنما اور سینٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کے رکن (جو کہ اب معطل ہیں) ڈاکٹر اسرار شاہ یہ کہنے پر مجبور ہوگئے کہ ''بابر اعوان نے سومنات کا مندر فتح کیا ہے جو انہیں یہ اعزاز دیا جارہا ہے۔'' ڈاکٹر اسرار شاہ نے ڈاکٹر بابر اعوان کی نامزدگی پر اعتراز کرتے ہوئے وزیر اعظم یوسف رضا گیلانی کو ایک خط بھی لکھا ہے، صدر زرداری کے نام بھیجی گئی اس خط کی کاپی میں ڈاکٹر اسرار شاہ نے یہ موقف اختیار کیا ہے کہ بابر اعوان پہلے ہی حارث اسٹیل ملز کیس میں ساڑھے تین کروڑ روپے کی کرپشن کے الزامات کی زد میں ہیں، ان کا کوئی اور کرپشن اسکینڈل سامنے آیا تو کیا حکومت ان کو ڈپٹی پرائم منسٹر بنادے گی، ڈاکٹر اسرار شاہ نے وزیر اعظم کے نام خط میں افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ حکومت نے ایسے شخص کو وزیر قانون بنایا ہے جو نیب کو مطلوب اور حارث اسٹیل ملز کیس میں ساڑھے تین کروڑ روپے کی کرپشن میں ملوث ہے۔

ڈاکٹر اسرار شاہ پاکستان پیپلز پارٹی کے ابتدائی سینئر ترین کارکنوں میں شمار ہوتے ہیں، پارٹی کیلئے ان کی بے شمار قربانیاں ہیں، آپ کو یاد ہوگا کہ 17 جولائی 2007ء کو عدلیہ بحالی تحریک کے دوران اسلام آباد بار ایسوسی ایشن کی طرف معزول چیف جسٹس افتخار محمد چوہدری کو ایک استقبالیہ دیا گیا تھا، اسی روز پیپلز پارٹی کے کیمپ پر ہونے والے بم دھماکے میں کئی کارکن جاں بحق ہوئے تھے، اس بم دھماکے میں ڈاکٹر اسرار شاہ بھی اپنی دونوں ٹانگوں سے محروم ہوگئے تھے، بعد میں انہیں این اے 43 سے پارٹی ٹکٹ دیا گیا اور انہوں نے بڑی جانفشانی سے وہیل چیئر پر اپنی انتخابی مہم چلائی لیکن کامیاب نہ ہوسکے، ڈاکٹر اسرار شاہ پارٹی میٹنگز میں نہایت بے باکی سے بولنے والے فرد ہیں، ان کا طرہ امتیاز یہ ہے کہ انہوں نے اکثر و بیشتر خطوط کے ذریعے پارٹی قیادت کو حقائق سے آگاہ کرنے کی کوشش کی، ہمیشہ پارٹی کی غلط پالیسیوں پر تنقید کی اور میٹنگز میں غلطیوں کی نشاندہی کرتے رہے، لیکن آج اسرار شاہ کو وفاداریوں اور قربانیوں کا یہ صلہ ملا ہے کہ حق بات کہنے پر سینٹرل ایگزیکٹیو کمیٹی کی رکنیت سے معطل کئے جاچکے ہیں اور اس معطلی کو اُن کے بچے پارٹی کیلئے ان کی قربانیوں کا تحفہ قرار دیتے ہیں۔

حق گوئی، وفاداری، اخلاص اور مخلصی سے مزین ڈاکٹر اسرار شاہ کی زندگی کے یہ وہ پہلو ہیں جو ان کی ساری زندگی پر محیط ہیں جبکہ اُن کے مقابلے میں ڈاکٹر بابر اعوان موجودہ رائج الوقت سیاسی کھیل کے ایک ایسے ماہر کھلاڑی ہیں، جو سیاست کے اسرار و رموز، اتار چڑھاؤ اور باریکیوں کو سمجھتے ہیں اور اپنے رہنما کے دیئے گئے ٹارگٹ کو حاصل کرنے میں مہارت رکھتے ہیں، ان کی انہی خوبیوں کو دیکھتے ہوئے حکومت نے انہیں وزیر قانون بنانا پسند کیا اور شاید اسی مہارت کو دیکھتے ہوئے صدر آصف علی زرداری نے بابر اعوان کو تمغہ امتیاز سے نوازا ہے، صدر آصف علی زرداری نے یہ فیصلہ یقیناً ان کی کارکردگی کی بنیاد پر کیا ہوگا، بابر اعوان کی وہ خدمات کیا ہیں جن کے طفیل انہیں یہ اعزاز بخشا گیا؟ یہ تو حکومت ہی بہتر جانتی ہے، لیکن ایک بات طے ہے کہ آج کی سیاست میں کوئی بات حرف آخر نہیں ہوتی، ہماری سیاست ایک ایسا عمل ہے جس میں نہ کوئی دائمی دشمن ہوتا ہے اور نہ دائمی دوست، درحقیقت سیاست یا اقتدار میوزیکل چیئر کا کھیل ہے، جو شخص اس میدان میں اترنے کے بعد عقل سے فیصلے کرتا ہے وہی اس کھیل میں کامیاب ہوتا ہے، گویا سیاست عقل کا وہ کھیل ہے جس کا راستہ دل سے نہیں، دماغ سے ہوکر گزرتا ہے، اس میں دل اور جذبات کا کوئی عمل دخل نہیں، جس نے سیاست میں عقل سے کام لیا وہ جیت گیا، سیاست کے اسی اصول اور پھر وقت کی ایک لہر نے بابر اعوان کو سیاست کے اس ساحل پر اتار دیا جہاں سے کامیابی زیادہ دور نہیں تھی، جبکہ ڈاکٹر اسرار شاہ کی وفاداری، اخلاص و مروت اور قربانیوں پر ابن الوقتی اور چاپلوسی اس قدر غالب آگئی کہ حق وانصاف کے روشن دیئے بھی بجھ گئے، جس کی وجہ سے وہ حق گوئی اور سچائی کا علم لئے تنہا کھڑے رہ گئے۔

حیرت کی بات ہے کہ وفاقی وزیر قانون جو کہ پارٹی کے شریک چیئرمین کے منظور نظر بھی ہیں کی حیثیت پارٹی کے جیالے کارکنوں کے

نزدیک انتہائی متنازعہ ہے، جب حکومت نے بابر اعوان کو ستارہ امتیاز دینے کا اعلان کیا تو اس فیصلے کے خلاف ڈاکٹر اسرار شاہ نے وزیر اعظم کے نام ایک خط میں اپنے تحفظات کا اظہار کیا، ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ بابر اعوان کو ستارہ امتیاز دیئے جانے کے خلاف ان کے تحفظات پارٹی کی سینٹرل مجلس عاملہ کے رکن ہونے کی حیثیت سے پارٹی کی مرکزی مجلس عاملہ میں زیر بحث لائے جاتے، کیونکہ دنیا بھر کی جمہوری پارٹیاں، پارٹی ارکان کو اختلاف رائے کا نہ صرف حق دیتی ہیں بلکہ اختلاف رائے کے حوالے سے ان کے موقف اور رائے کا احترام کرتے ہوئے اختلافی امور کو خاص طور پر پارٹی کی جنرل کونسل یا مجلس عاملہ میں زیر بحث لاتی ہیں اور اکثریت رائے سے کسی نتیجے پر پہنچ کر پارٹی میں جمہوری اقدار کا تحفظ کرتی ہیں، لیکن ڈاکٹر اسرار شاہ کے معاملے میں ایسا نہیں ہوا، حکمران جماعت کے اعلیٰ منصبوں پر فائز ہائی کمان نے پارٹی روایات کے برخلاف آمرانہ روش اختیار کرتے ہوئے اپنے ایک دیرینہ کارکن کی سینٹرل ایگزیکیٹو کمیٹی کی رکنیت معطل کر کے پارٹی منشور اور دستور کی ہی خلاف ورزی نہیں کی بلکہ آئین میں دی گئی انسانی حقوق کی دفعات کو روند ڈالا، ہمارا ماننا ہے کہ حکومتی مصلحتیں اور مجبوریاں اپنی جگہ لیکن ہر دل میں سچائی ایک دیا ضرور روشن رہتا ہے، جو تقاضہ کرتا ہے کہ سچ بولا جائے اور حق وانصاف کا ساتھ دیا جائے، ہم سمجھتے ہیں کہ تمغے اور اعزازات نوازش بے جا نہیں بلکہ ملک وقوم کی امانت ہوتے ہیں، جس کی تقسیم میں کسی کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ اس امانت کو اپنی افتادِ طبع، اپنی خواہشات، ذاتی پسند و ناپسند اور شخصی معاملات کے تابع کر دے، یاد رکھئے کہ یہ اعزازات پاکستان کے اُن عظیم سپوتوں اور قومی ہیروز کیلئے ہیں جو ملک وقوم کی فلاح و بہبود، بہتری اور استحکام کیلئے کارہائے نمایاں انجام دیتے ہیں، گستاخی معاف یہ قومی امانت حکومت اور صدر کے خیر خواہوں اور وفاداروں کیلئے نہیں۔

......☆☆......

﴿ قابل صد احترام جناب ممنون احمد صاحب وحاجی شوکت علی صاحب ﴾

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہ!

خیریت جانبین مطلوب!

رسالہ پہنچتا ہے تو کوشش ہوتی ہے کہ جس شدت سے انتظار تھا اسی تیز رفتاری سے اول تا آخر بحرف پڑھا جائے۔ ماہ اکتوبر 2009 کا رسالہ تبدیلی سکول اور بے ترتیبیٔ اشیاء کے سبب کہیں رکھا گیا تو کھو گیا۔ جو چند یوم قبل ملا اور آج پورا پڑھ چکا ہوں۔ اکتوبر، نومبر اور دسمبر 2009 تینوں رسائل کے بارے میں اپنے خیالات آپ کے گوش گزار کرنا چاہتا ہوں۔ اکتوبر، نومبر کا اداریہ ''شیطانی ارواح ثلاثہ'' اور ''امریکی عزائم اور اپنوں کی غفلتیں'' از قلم استاد محترم سعید آسوی جن سے ان کے ادارہ میں شرف ملاقات بھی گزشتہ دنوں حاصل کر چکا ہوں نے ماحول اور وقت کی صحیح معنوں میں عکاسی کی ہے اور تاریخی حقائق کو طشت ازبام کیا ہے۔

رسالہ ماہ اکتوبر میں مضمون ''جبل احد'' اور ''سیدنا حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلب'' حد درجہ معلومات افزا حقائق پر مبنی اور عقیدے کی پختگی و درستی پر ڈال ہیں۔ جبکہ نومبر میں ''حج کے فضائل ومسائل''، جس قدر طویل اسی قدر معلومات سے بھرپور اور مفید ایک حاجی کیلئے بالخصوص اور عامی کیلئے بالعموم ان کا جاننا نہایت ضروری ہے۔ علاوہ ازیں مدیر اعلیٰ جناب سید صابر حسین شاہ بخاری صاحب کا مضمو ''فتنہ قادیانیت'' بھی اہمیت کے لحاظ سے کسی طور کم نہیں ہے مختصر اً جامع مگر حقائق پر مبنی تحریر ہے۔

ماہ دسمبر 2009 کے رسالہ میں مضمون...... ''نحوست الوؤں میں نہیں ظلم اور بے انصافی میں ہوتی ہے'' از قلم محمد احمد ترازی صاحب (واہ کینٹ) اور ''ناموس رسالت ﷺ اور عوامی حکمرانوں کا طرز عمل'' از صادق علی زاہد صاحب کے آخری تین صفحات میں بڑی محنت اور عرق برتری سے کام کیا گیا ہے۔ لائق صد تحسین و آفرین ہیں۔ آج 27 دسمبر 2009 بینظیر کی دوسری برسی ہے مرنا تو سب کو ہے مگر کام ایسے کرنے چاہئے کہ مرنے کے بعد بھی اچھے تاثرات مرتب ہوں۔ لوگ جو بھی کہیں تاہم خداوند قدوس کی بارگاہ میں سرخروئی حاصل ہو۔

''کاش کہ ہمارے حکمران بھی ایسا سوچیں''

اپنا خیال ہے کہ اگر کوئی اس رسالے کو باقاعدگی اور اطمینان قلب سے اول تا آخر پڑھتے رہیں تو بدمذہبی کی فضا ایمان کو متزلزل نہیں کر سکے گی علاوہ ازیں اپنے عقیدے کی پختگی اور حقانیت میں روز افزوں ترقی ہوگی۔

والسلام مع الاکرام محمد اعظم (اسلام آباد)

حضور رحمتہ للعلمین کے حضور فریاد

بوسیلہ مرشد کامل حضور نقش لاثانی قدس سرہ

تمھیں ہو سید وسلطان انجم یا رسول ﷺ
تمھیں ہو مقصد تخلیق آدم یارسول ﷺ

زمانے میں تمھاری آمد آمد کی یہ برکت تھی
معطر ہو گئے اکناف عالم یارسول اللہ ﷺ

مساکیں بھی ہیں محتاج عنا یت اور سلاطیں بھی
تمھیں ہو رحمت مو لائے ارحم یارسول اللہ ﷺ

تمھارے ابر رحمت سے رسل یوں عرض کرتے ہیں
کہ ہم سب کو ملے اک بوند شبنم یارسول اللہ ﷺ

زمانہ ہے کہ صبح و شام تم سے مانگتا جائے
خزانہ ہے تمھارا جو نہ ہو کم یارسول اللہ ﷺ

ہے جس کے سامنے عرش بر فرش زمیں جیسا
تمھیں واللہ ہو وہ عرش اعظم یارسول اللہ ﷺ

خدائے واحدویکتا کے محبوب مکرم ہو
خدائی بھر کے مولائے مکرم یارسول اللہ ﷺ

تمھاری شان والا کو سمجھ سکتا نہیں کوئی
کجا سرکار کی عظمت ،کجا ہم ۔یارسول اللہ ﷺ

خدا کے سچے سورج اک شعاع نور اس جانب
تمام عالم ہے ظلمات مجسم یارسول اللہ ﷺ

وہ ملت جو چڑھی پروان آغوش محبت میں
ہے شیرازہ اسی کا آج برہم یارسول اللہ ﷺ

مروت ہے نہ الفت ہے ،ادھر خائن ۔ادھر قاتل
کہ بزم زندگی ہے بزم ماتم یارسول اللہ ﷺ

جو قائد ہیں ،وہ کائد ہیں ،جو رہبر ہیں وہ رہزن ہیں
اک امت اور یہ صدمات پیہم یارسول اللہ ﷺ

معاذاللہ اہل کفر و باطل کی وہ یکجاتی!!
ادھر اپنوں کی یہ تفریق باہم یارسول اللہ ﷺ

بدن تو ملت اسلام کا ہے چور زخموں سے!
نہیں کوئی جو رکھے اس پہ مرہم یارسول اللہ ﷺ

ہمارے حکمران خود ہیں غلام اعدائے ملت کے
در اغیار پہ ہے ان کا سر خم یارسول اللہ ﷺ

وہ اہل علم جن کو دین کی تبلیغ کرنا تھی!
ہے ان کا دین اب دینارو درہم یارسول اللہ ﷺ

وہ صوفی جس کی صفوت سے رہ عرفان چمکتی تھی
نہیں ا ب اپنی منزل سے محرم یارسول اللہ ﷺ

وہ مومن حکم ڈرنے کا ہوا جس کی فراست سے
ہوئی ہے روشنی اس کی بھی ہمدم یارسول اللہ ﷺ

وہ مسلم جو زمانے کو نوید امن دیتا تھا
نہیں ہے اب وہ اپنوں کا بھی مدہم یارسول اللہ ﷺ

وہ غازی جس کی ہیبت سے جہان کفرلرزاں تھا
نظر آتا نہیں اس میں وہ دم خم یارسول اللہ ﷺ

ہے اپنے گھر میں بے گھر،دیس میں اپنے پردیسی
تمھارا دین ،تمھاری شرح محکم یارسول اللہ ﷺ

مخالف توازل ،سے اس کے دشمن ہیں یقیناً ہیں
عداوت میں نہیں اپنے بھی کچھ کم یارسول اللہ ﷺ

جہنم بن گئی ہے جنت کشمیر اے وائے
سراپا شر ہیں ابنائے جہنم یارسول اللہ ﷺ

کوئی طارق ،کوئی زنگی ،کوئی ایوبی آ جا ئے
کہ پھر لہرائے دین حق کا پرچم یارسول اللہ ﷺ

مٹانے والے مٹ جائیں ،دبانے والے دب جائیں
گرے ان پر خدا کے قہر کا بم یارسول اللہ ﷺ

مرے ذاتی مصاحب ،ان پر یہ سلام کی حالت
سناوں کسی کو اپنا قصہ غم یارسول اللہ ﷺ

ربیع النور کا صد قہ ،سراپا نورہو جا ئے
ہے راہ زندگی تاریک و مبہم یارسول اللہ ﷺ

ہری ہو جا ئے کھیتی ملت اسلام کی پھر سے
وہ برسے ابر گوہر بار چھم چھم یارسول اللہ ﷺ

بجاہ نقش لاثانی ،فقیر آسی کو تسکیں دو
ترحم یا نبی اللہ ترحم یا رسول اللہ ﷺ

Monthly Mujallah AL-HAQIQA February 2010 Reg.No. C.P.L.169